

T01-03FEB2026

Taj/Ed. Iram

11:20 a.m.



THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Tuesday, the February 3, 2026
(358th Session)
Volume XIV, No.02
(Nos.)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume XIV

No.02

SP.XIV (02)/2026

04

Contents

1. Recitation from the Holy Quran	1
2. Point of Order raised by Senator Bushra Anjum Butt regarding non-compliance with directions of the Senate Standing Committee on Federal Education and Professional Training	2
• Senator Kamran Murtaza	4
• Senator Azam Nazeer Tarar(Federal Minister for Law and Justice)	4
3. Questions and Answers	5
4. Leave of Absence	36
5. Point of clarification by Senator Raja Nasir Abbas, Leader of the Opposition.....	38
• Senator Syed Ali Zafar	45
6. Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law	47
7. Presentation of report of the Functional Committee on Human Rights on a Motion under Rule 218 regarding the Gender Based Violence in the country and failure of Administrative and Judicial machinery to administer Justice to women	52
8. Presentation of report On behalf of Chairman, Standing Committee on National Health Services, Regulations and Coordination, regarding public health issues in terms of not following the international best practice	54
9. Consideration and Passage of [The Privatization Commission (Amendment) Bill, 2025]	55
10. Motion under Rule 126 (7) moved by Senator Azam Nazeer Tarar regarding consideration of [The Whistleblower Protection and Vigilance Commission Bill, 2025] in the Joint Sitting of Parliament	56
11. Further discussion on the deteriorating Law and Order situation in Balochistan	58
• Senator Mohammad Abdul Qadir	63
• Senator Mashal Azam	68
• Senator Naseema Ehsan	74
• Senator Danesh Kumar	78
• Senator Zeeshan Khan Zada	82
• Senator Atta Ur Rehman.....	85

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Tuesday, the February 3, 2026

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at twenty one minutes past eleven in the morning with Mr. Presiding Officer (Senator Agha Shahzaib Durrani) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ-

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ-

يَأْتِيهَا الْإِنْسَانُ مَا عَمَرَكَ بِرَبِّكَ أَنْكَرِيمٌ ﴿١﴾ الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّبَكَ فَعَدَلَكَ ﴿٢﴾ فِي آيِ صُورَةٍ مَا شَاءَ رَكَّبَكَ ﴿٣﴾ كَلَّا
بَلْ تُكْذِبُونَ بِالَّذِينَ ﴿٤﴾ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ حَافِظِينَ ﴿٥﴾ كِرَامًا كَاتِبِينَ ﴿٦﴾ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ﴿٧﴾ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿٨﴾ وَ
إِنَّ الْفَجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ﴿٩﴾ يَصَلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ ﴿١٠﴾ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَائِبِينَ ﴿١١﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمَ الدِّينِ ﴿١٢﴾ ثُمَّ مَا
أَدْرَاكَ مَا يَوْمَ الدِّينِ ﴿١٣﴾ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِنَفْسٍ شَيْئًا ۗ وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ ﴿١٤﴾

ترجمہ: اے انسان! کس چیز نے تجھے اپنے رب کریم کے بارے میں غفلت میں ڈال دیا؟ اسی رب نے تجھے پیدا کیا، تجھے درست بنایا، تجھے اعتدال اور توازن عطا کیا اور جس صورت میں چاہا تجھے وجود بخشا۔ ہر گز نہیں! حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ روزِ جزا کو جھٹلاتے ہو، حالانکہ تم پر نگہبان فرشتے مقرر ہیں، جو معزز لکھنے والے ہیں اور تمہارے ہر اعمال سے باخبر ہیں۔ یقیناً نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے اور بدکار لوگ جہنم میں ہوں گے۔ وہ روزِ جزا اس میں داخل ہوں گے اور اس سے بچ نہ سکیں گے۔ اور تم کو کیا معلوم کہ روزِ جزا کیا ہے؟ پھر تم کو کیا معلوم کہ روزِ جزا کیا ہے؟ وہ دن ایسا ہوگا کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے لیے کچھ اختیار نہ رکھے گا اور اس دن مکمل اختیار صرف اللہ تعالیٰ ہی کا ہوگا۔

سورة الانفطار (آیات ۱۹ تا ۱۴)

this is ridiculing the Senate Standing Committee. So I would really appreciate it Privileges Committee matter اس اگر آپ اس کو بھیج دیں۔ اس کے علاوہ I would like to refer it to Standing Committee on Finance as well because this is financial embezzlement as well. So Sir, I think I have to work accordingly لگنے کے لیے، charter، لیکن اگر people can actually knock the door and ask for some kind of justice, then this needs to be taken seriously. The Minister has to answer that why should he oversee, overlook the ruling of the Committee. It has to go to the Privileges Standing Committee اس کے علاوہ HEC کے بندے نے وہاں پر بیٹھ کر کہا ہے کہ Committee. So all these things, I want that man accountable as VC کیوں لگی ہیں۔ well. address: یہ چیز آپ کو مہربانی آج آپ یہ سینیٹ کے وقار کا معاملہ ہے، یہ Standing Committees کا معاملہ ہے۔ اگر آج ہم اس کو seriously نہیں لیں گے، then any Minister or any VC for that matter میری قائمہ کمیٹی کی اب کیا standing ہے کہ کوئی بھی VC میری بات کو ماننے نہ مانے because the Minister and the Secretary and the personnel, we need to take the House in order Sir. Thank you.

Mr. Presiding Officer: Thank you honourable Senator. [Followed by T02]

T02-03Feb2026

Ali/Ed: Waqas

11:20 am

Mr. Presiding Officer: Thank you, honorable Senator. Senator Sahib, please retain your seat. Senator Kamran Murtaza Sahib.

Senator Kamran Murtaza

سینیٹر کامران مرتضیٰ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب! HEC کے Chairperson نہیں ہیں۔ Acting Chairperson تھے، اب وہ بھی نہیں ہیں، ماشاء اللہ۔ تو جب Higher Education Commission کا یہ حال ہوگا، اس کا یہ status ہوگا، تو پھر اس ملک میں تعلیم کا کیا حال ہوگا؟ اور جس چیز کی میں نے یاد دہانی آپ کو کروانی تھی کہ بلوچستان بھی پاکستان کا حصہ ہے۔ کبھی وہاں سے بھی کوئی HEC کا Chairperson آئے گا، کبھی ہمیں بھی ownership ملے گی، ہمیں بھی پتا چلے گا کہ اس ملک میں ہمارا بھی کوئی share ہے یا نہیں ہے۔ تو چلیں ہمارا share دیں یا نہ دیں، مگر کم از کم HEC کا Chairman ہونا چاہیے۔ اس بات کا notice لیجئے کہ کب سے HEC کا Chairman نہیں ہے اور اس کے بعد Acting Chairperson بھی نہیں ہے۔ تو اس کے بغیر ہماری education چل رہی ہے۔

Mr. Presiding Officer: Thank you very much, Senator Kamran Murtaza.

Honourable Minister.

Senator Azam Nazeer Tarar (Federal Minister for Law and Justice)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (وفاقی وزیر برائے قانون و انصاف): ایوان کی information کے لیے عرض کرتا چلوں کہ بالکل گورنمنٹ is cognizant that it is an important office as far as the overall policymaking of the education sector is concerned and being the apex regulator. Chairman HEC کے لیے process شروع کیا گیا، interviews ہوئے، search committee کی نظر میں finally جو candidates آئے، there was a need for another round اور بہتر کیا جائے، کیونکہ HEC کے بہت ہی زیادہ functions ہیں، multiple functions ہیں، جس میں syllabus سے لے کر Universities کے standards اور وہ ساری چیزیں اس میں شامل ہیں۔ تو اسی background میں what I knew as a Cabinet Member، یہ process دوبارہ شروع کیا جا رہا ہے۔ جہاں تک تعلق ہے کہ HEC dysfunctional ہے، وہ اس لیے نہیں ہو سکتا کہ it is a commission اور ان کی dependent meetings نہیں ہوتیں کہ Chairman ہے یا نہیں ہے اور Executive Director کی day-to-day affairs کے لیے ایک بڑی کلیدی حیثیت ہوتی ہے اور اس کے علاوہ جو Acting Chairman ہیں، وہ possibility پہلے بھی تھے اور

ابھی بھی میرے خیال میں اگر اس میں کوئی دو چار دن کا disconnect آیا تو وہ میں نہیں بتا سکتا off the cuff، لیکن کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ So وہاں پر process ہے، وزیر اعظم صاحب خود اس کی نگرانی کر رہے ہیں تاکہ merit پر جو سب سے بہتر آدمی ہے وہ لایا جائے۔ بصد احترام، یہ open merit کی seat ہے، اگر کوئی بلوچ پروفیسر یا بلوچستان سے کوئی پروفیسر صاحب اس کے لیے qualify کرتے ہیں اور وہ آتے ہیں، یہ ہمارے لیے خوشی کی بات ہوگی، لیکن یہ quota system کے تحت صوبوں میں rotate کرانے کا یا اس طرح کا کوئی ایسا concept نہیں ہے۔ یہ purely on its own merit پر ہونا ہے، جس نے بھی ہونا ہے۔ بہت شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: We will move to Order No. 02. Madam, the rule is that you may write to the Chair in writing and submit it in black and white. After assessing it, it will be considered for the Committee. Before we move on to Order No. 02, this House welcomes the students and teachers from Law College, Sargodha, sitting in the Senate gallery.

(At this stage the House recognized the presence of the students and teachers from Law College, Sargodha)

Questions and Answers

Mr. Presiding Officer: Order No. 02, Question hour. We may now take up Questions. Question No. 53, honourable Senator Shahadat Awan.

(Q.No.53)

سینیٹر شہادت اعوان: جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں یہ point out کروں گا کہ Question Hour شروع ہوا ہے گیارہ بج کر پینتیس منٹ پر، یہ ایک گھنٹے کا ہوگا۔ یہ نہ ہو کہ جو بیس منٹ پہلے ضائع ہوے ہیں، وہ Question Hour میں چلے جائیں۔

جناب پریذائڈنٹ آفیسر: Question Hour ہے تو پورا ہی ہوگا۔

سینئر شہادت اعموان: شکریہ جناب! میں نے Interior Ministry سے یہ پوچھا تھا کہ پچھلے تین سالوں میں ICT کے علاقے سے آپ کی custody سے کتنے لوگ بھاگے ہیں، ان کا nature of offense کیا تھا، stage of prosecution کیا ہے، جو negligence ہوئی ہے، ان officials کے خلاف آپ نے کیا کیا۔ اس کا break up دیں۔ اس کے جواب میں Ministry نے جو جواب دیا ہے، یہ answer book آپ کے سامنے بھی ہوگی۔ سب سے پہلے تو میں House کو، یہ سب دوستوں کو، point out کروں گا، جناب وزیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں کیا یہ readable ہے جو جواب دیا گیا ہے؟ اگر اس کو کوئی پڑھ سکتا ہے؟

جناب پریذائیڈنٹ آفیسر: مولانا صاحب Question Hour میں when the question has been asked، مولانا صاحب وہ بحث ہم end میں کر رہے ہیں، پورا کریں گے۔ نہیں، وہ Question Hour کے بعد ہی آئے گا، ہم Order of the House کو follow کریں گے، ہم order of the day کو follow کریں گے۔ مولانا صاحب بالکل، جس نے جتنی بات کرنی ہے، پورا time دیا جائے گا۔

سینئر شہادت اعموان: تو جناب چیئرمین، میں یہ کہہ رہا تھا، بہر حال وہ ایک اپنی جگہ ہے، لیکن اس میں یہ دیکھیں کہ جو جواب دیا گیا ہے یہ answer sheet میں 8 serial number کے اوپر ایک FIR ہے جو رمننا تھانے کی ہے۔ اس میں یہ 376 offense کا ہے۔ اس میں یہ کہتے ہیں کہ اس 15 April 2025 date کو جو بندہ بھاگا ہے اور جو stage of case ہے انہوں نے کہا وہ بندہ ابھی تک custody میں ہے۔ تو بات یہ ہے کہ اگلا April آنے والا ہے، یہ انہوں نے بتایا ہے، یہ Ministry کی کارکردگی ہے کہ نو مہینے سے وہ بندہ ان کی custody میں ہے۔ جناب! یہ دیکھ لیں اور اس کا بھی جواب دیں۔

اب جو list دی ہے اس میں انہوں نے یہ بتایا ہے کہ مارگلہ تھانہ سے پانچ بندے بھاگے ہیں، رمننا میں سے سات بندے بھاگے ہیں، بنی گالا میں سے دو بندے بھاگے ہیں۔ تو میرا کہنا یہ ہے کہ 17 April 2025 کی اخبار میں ایک news آئی تھی کہ منور عظیم اور محمد اصغر صاحب نے، Dawn News بڑا معتمد اخبار ہے، انہوں نے یہ کہا کہ بنی گالا کے علاقے سے گیارہ سالہ بچی کے ساتھ rape کرنے والا accused custody سے بھاگ گیا۔

Mr. Presiding Officer: Senator Sahib please ask the question.

سینیٹر شہادت اعوان: جناب! یہی question تو پوچھ رہا ہوں کہ یہ جو Dawn News نے 17 April 2025 کو دیا کہ بنی کالا کے علاقے سے گیارہ سالہ بچی کے ساتھ rape کرنے والا بھاگا اس list میں کدھر ہے اور اس کے بعد بنی کالا کے علاقے سے ہی اپنی بیٹی کے ساتھ rape کرنے والا وہاں سے بھاگا وہ اس list کے اندر کہاں پر ہے اور کیا ان تھانوں میں سے یہ بنی کالا اور رونا اور مارگلہ کے علاقے ان سے ہمیشہ accused بھاگتے ہیں، انہوں نے اس کے لیے کیا کچھ کیا ہے؟

Mr. Presiding Officer: Honourable Minister of State for Interior.

سینیٹر محمد طلال بدر: شکریہ جناب چیئرمین۔ گزارش یہ ہے کہ چار سالوں میں 19 ملزمان پولیس حراست سے فرار ہوئے، 15 ان میں سے دوبارہ گرفتار ہوئے، 04 ابھی تک گرفتار نہیں ہو سکے۔ جو لاپرواہی ہوئی ہے اس پر 32 police officers کے خلاف مختلف محکمہ کارروائی کی گئی اور اس کے ساتھ ساتھ 13 criminal cases بھی بنائے گئے انہی پر جو police officials and officers تھے جن کی duty تھی۔ اس میں کچھ SOP's ہوتی ہیں کسی بھی گرفتار ملزم کو عدالت میں پیش کرنے کی یا ایک جگہ سے دوسری جگہ لے کر جانے کی اس میں کمی کوتاہی ہوئی، جس کی وجہ سے یہ لوگ فرار ہوئے اور اس میں زیادہ تر لوگوں کو گرفتار کر چکے ہیں اور چار لوگ ابھی باقی ہیں اور اس پر کارروائی جاری ہے۔ اس میں ہم نے 17 Officers کو major punishment دی ہے تو مزید اگر ایک particular question پوچھ رہے ہیں اس پر میں سینیٹر شہادت اعوان کو information دے دوں گا۔

سینیٹر شہادت اعوان: جو میں نے پوچھا اس کا تو ذکر انہوں نے کیا نہیں کہ بیٹی کے ساتھ rape کرنے والا ملزم بھاگ گیا وہ list میں کیوں نہیں ہے، تو اس کو committee میں بھیجیں اور اگر ان کے پاس جواب نہیں ہے، list complete نہیں ہے تو بجائے مجھے جواب دینے کا یہاں تو جواب ہوتا تو لوگ supplementary questions پوچھتے۔

Mr. Presiding Officer: Honourable Minister.

سینیٹر محمد طللال بدر: جناب! پورا جواب ہے۔ میں نے پورے figures دیئے ہیں، انیس پولیس ملزمان بھاگے، پندرہ پکڑے گئے، چار نہیں پکڑے گئے۔ اس پر اگر کوئی ایک جس case کا یہ ذکر کر رہے ہیں، اس کا particularly آپ کے Question Hour ختم ہونے سے پہلے میں دوبارہ سے information انہیں دے دیتا ہوں۔ جتنی جو کارروائی کی گئی، جن police officers کے خلاف، جن کو برطرف کیا گیا، جن پر مقدمے کیے گئے، وہ ایک ایک چیز ہے۔

Mr. Presiding Officer: Please coordinate with Honourable Senator if he needs information, please provide it before the end of this Question Hour.

سینیٹر شہادت اعوان: گزارش یہ ہے کہ میرا یہ سوال تو ایوان میں لگا ہے اس لیے چاہیے تھا کہ یہ complete information دیتے تاکہ دوسرے دوست supplementary کرتے۔ اس کا ایک حل یہ ہے کہ یا تو اس کو defer کریں یا ایوان میں بھیجیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: لیکن یہاں already supplementary ہے۔ شہادت اعوان صاحب، منسٹر صاحب آپ سے coordinate کر کے آپ کو necessary information دے دیں گے، جو آپ کو required information related to your supplementary کو دے دیں گے۔

سینیٹر شہادت اعوان: آپ کی صوابدید ہے لیکن بات یہ ہے کہ Ministry نے پہلے تو complete list نہیں دی اس کے علاوہ اتنا بڑا معتبر اخبار ہے۔ (جاری ہے۔۔۔۔۔T-03)

T03-03Feb2026

Imran/ED: Shakeel

11:40 am

سینیٹر شہادت اعوان: (جاری۔۔۔۔۔) پہلے تو list ہی complete نہیں دی۔ اُس کے علاوہ اتنا بڑا معتبر اخبار ہے اور اُس میں جو بات آئی ہے تو اُس کا انہوں نے notice ہی نہیں لیا اور جناب، یہ دونوں چیزیں اتنی بڑی ہیں کہ ایک گیارہ سالہ بچی کے ساتھ rape ہوتا ہے، بندہ بھاگ جاتا ہے اور اُس کا بتاتے نہیں ہیں۔ بچی کے ساتھ بندہ rape کرتا ہے اور یہ بتاتے نہیں ہیں۔

Presiding Officer: Minister *Sahib!* the necessary information may kindly be provided to the honourable member.

سینیٹر محمد طلال بدر (وزیر مملکت برائے داخلہ اور انسداد منشیات): جناب، گزارش یہ ہے کہ ایک ایک کیس کا، ایک ایک تھانے کا کون کون سا بندہ تھا، یہ ساری information یہاں پر print ہے۔

جناب پریذائیڈنٹ آفیسر: اگر انہیں کوئی چیز چاہیے تو آپ وہ kindly provide کر دیں۔

سینیٹر محمد طلال بدر: باقی اخبار کے حوالے سے information ضروری نہیں ہوتی کہ ہر کوئی ٹھیک ہو لیکن ہم نے کوئی information چھپائی نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنٹ آفیسر: ضمنی سوال، سینیٹر طلحہ محمود صاحب۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب، میرا کوہسار تھانے کا ایک experience ہوا تھا۔ میں جناب محترم وزیر صاحب سے سوال کرنا چاہتا ہوں کہ F-10 کے اندر apartment بنا کے وہاں پر بھی ملزمان کو رکھا جاتا ہے، وہ کس کھاتے میں رکھا جاتا ہے؟ ان کی گرفتاری نہیں ڈالی جاتی۔ اس قسم کی کتنی اور جگہیں ہیں جو بنائی گئی ہیں؟ کیا یہ official ہے یا غیر قانونی ہے؟ اگر غیر قانونی ہے تو ان افسران یا ان پولیس والوں کے خلاف آپ کیا کارروائی کرتے ہیں جو اس طریقے کے ساتھ لوگوں کو گرفتار کرتے ہیں اور بد معاشی سے پھر ان کو اٹھائے اور لے جا کے رکھتے ہیں اور اپنی من مانی کر کے ان سے اپنے مطالبات پورے کرتے ہیں۔ کیا اس طرح کی knowledge ہے؟ میں اس کا eyewitness ہوں۔ میں نے پندرہ بیس دن اور میں اُس جگہ تک بھی پہنچا جس جگہ پر انہوں نے ملزم کو رکھا ہوا تھا۔ جس کے اوپر انہوں نے الزام لگایا تھا اُس کو F-10 کے ایک apartment میں رکھا اور تقریباً ایک ہفتے رکھا۔

جناب پریذائیڈنٹ آفیسر: جی وزیر داخلہ صاحب۔

سینیٹر محمد طلال بدر: بالکل اس طرح کی اسلام آباد میں کوئی گنجائش نہیں ہے کہ کوئی پولیس آفیسر کسی کو privately رکھے۔ جناب، جو کوئی بھی ملزم گرفتار ہوتا ہے، ہم اُس کو 24 hours میں کورٹ میں پیش کرتے ہیں اور اس طرح کی اگر شکایت آئے تو اُس پر نہ صرف

محکمہ کارروائی ہوتی ہے بلکہ ہم اُن پر criminal case بھی register کرتے ہیں اور اگر ایسی کوئی information معزز ممبر کے پاس ہے تو اُس کو verify کیا جاسکتا ہے لیکن جناب، بالکل ایسی کوئی چیز میرے notice میں نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنٹ آفیسر: سینیٹر سیف اللہ اڑو۔ یہاں پر سینیٹر سیف اللہ اڑو آیا ہے۔ سینیٹر سید وقار مہدی صاحب، آپ اپنا سوال کریں

but please keep your question short and precise.

سینیٹر سید وقار مہدی: میں وزیر داخلہ صاحب سے شہادت اعموان صاحب کے سوال کے حوالے سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ گیارہ سالہ بچی کے ساتھ زیادتی کرنے والا اور بنی گالا میں اپنی بیٹی کے ساتھ زیادتی کرنے والا فرار ہے۔ اُس حوالے سے کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ اب آپ نے حکم فرمایا کہ وہ ان کو reply دے دیں۔ یہ House کا مسئلہ ہے اور اس House میں reply آنی چاہیے۔ یا تو اس کو کمیٹی میں بھیجیں تاکہ وہاں یہ discuss ہو جائے۔ وہاں پر پولیس افسران بھی ہوں گے، honourable منسٹر بھی ہوں گے، department بھی ہوگا، منسٹری کے لوگ بھی ہوں گے تاکہ ان تمام جوابات سے یہ House مطمئن ہو سکے۔

جناب پریذائیڈنٹ آفیسر: وزیر داخلہ صاحب۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب، ہم نے ایک ایک information ہر ایک کیس کی دی ہے۔ اگر یہ Information ٹھیک نہیں ہے تو یہ Privileges Committee میں لے جائیں لیکن ہم نے ایک ایک چیز کی exact information دی ہے اور میں دوبارہ کہہ رہا ہوں جو میں نے floor of the House پر کہا ہے تو میں اس کا responsible ہوں کہ کتنے ملزمان دوڑے، کتنے ملزمان گرفتار کیے گئے، کتنے لوگوں پر کارروائی کی گئی، کتنے پولیس افسران پر کیس بنائے گئے، کتنے dismiss ہوئے اور کتنے افسران کو باقی سزائیں ہوئیں لیکن جناب، کوئی Information بھی چھپائی نہیں گئی۔ اس کی پوری detail موجود ہے لیکن شہادت اعموان صاحب بہت بڑے وکیل ہیں، میرے جیسا بندہ نکتہ نکال نہیں سکتا۔ مزید ان کی تسلی کے لیے جہاں یہ کہتے ہیں بھیج دیں، یہ کمیٹی میں کہیں تو میں ان کی مزید تسلی کرادوں گا۔

سینیٹر شہادت اعموان: جناب گزارش یہ ہے کہ منسٹر صاحب میرا کوٹ بھی کھینچ رہے ہیں تو میں کیا کہوں، وہ میرے منسٹر ہیں۔ جناب

چیئرمین صاحب، میری گزارش یہ ہے کہ مجھے اپنے منسٹر صاحب کی بہت respect ہے لیکن جناب بات یہ ہے کہ تین سالوں کا ریکارڈ مانگا تھا اور

یہ جو میں نے بنی گالا کے دو cases بتائے ہیں تو یہ کہتے ہیں ہم نے information دی ہے اور یہ خود کہتے ہیں کہ اس کو Privilege Committee میں لے کے جائیں۔ میں تو آپ کی حکومت کے اتحادیوں میں سے ہوں تو میں کس وزیر کو Privileges Committee میں لے کے جاؤں گا لیکن میں نے کہا کہ آپ ہماری satisfaction کے لیے، میں نے تو یہ record سب کے سامنے لہرا بھی رہا ہوں کہ یہ انہوں نے نہیں دیا۔ اس کو کمیٹی میں بھیجیں تاکہ باقی لوگ اس کو دیکھیں اور ان کو پتہ چلے۔ یہ list تو انہیں پولیس نے دی ہے تو اس کو کیوں suppress کیا گیا ہے۔ گیارہ سالہ بچی کے ساتھ rape کرنے والا ملزم بھاگ گیا۔ اُس کے بعد بیٹی کے ساتھ rape کرنے والا ملزم بھاگ گیا۔

جناب پریذائیڈنٹ آفیسر: محترم وزیر صاحب، ان کو please یہ data provide کریں اور اگر انہیں اُس میں further

clarification چاہیے تو

they can come up with a question on that one. Question No. 82. Senator Muhammad Aslam Abro. Not present.

Q. No. 82.

Mr. Presiding Officer: Next Question No. 1. Senator Jan Muhammad. Not Present.

Q. No. 1.

Mr. Presiding Officer: Next Question No. 2. Senator Jan Muhammad. Not present.

Q. No. 2

Mr. Presiding Officer: Next Question No. 3. Sneator Shahad Awan.

Q. No. 3.

Mr. Presiding Officer: Any supplementary?

سینٹر شہادت اعوان: جناب چیئرمین صاحب! Ministry of Interior سے میں نے یہ پوچھا ہے کہ آپ یہ بتائیں کہ ایسے کتنے foreigners ہیں جن کو CDA نے کوئی زمین allot کی ہے اور وہ یہ بتائیں کہ کتنے میں کی ہے اور کیسے کی ہے۔ تو انہوں نے جو list دی ہے تو جناب میں نے تو foreigners کے متعلق پوچھا تھا، پہلا plot اگر آپ دیکھیں، آپ کے پاس answer sheet ہے، انہوں نے کہا مبشر احمد چوہدری کو ہم نے ایک 1970 plot میں allot کیا، نرہت وحید کو ہم نے 1981 میں allot کیا اور اُس کے بعد نرہت وحید کو 1985 میں دوسرا plot بھی دے دیا۔ پھر اس کے بعد سردار محمد امین الحق دین خان صاحب کو 1989 میں انہوں نے پلاٹ دیا۔

حضور! سوال میں نے کھجور کا کیا ہے، انہوں نے جواب آٹے کا دیا ہے۔ جناب، میں نے تو بڑا سیدھا سیدھا لکھا ہے کہ CDA نے کون سی زمین foreigners کو allot کی۔ تو foreigners کا تو نیچے انہوں نے دو تین منسٹری کا club کیا ہے، وہ تو میں الگ کروں گا لیکن پہلے جو چار ہیں، اُس پر انہوں نے کہا کہ 1970 میں، 1985، 1981 اور 1989 میں فلاں فلاں لوگوں کو ہم نے زمین allot کر دی۔ بھائی، آپ نے تو میرا سوال ہی نہیں سمجھا اور پڑھا ہی نہیں ہے۔

اس کے بعد جناب بات یہ ہے کہ جو باقی ہیں، اُن کے لیے میں یہ کہوں گا کہ Foreigner Act, 1946 کی section 3-1-2 غیر ملکی باشندوں کو جگہ allot کرنے کے لیے پابندی لگاتی ہے اور Islamabad Land Disposal Regulation, 2005 میں foreigner کو لگانے کے لیے پابندی ہے۔ تو جناب اب دو سوال ہو گئے ہیں۔ اس میں میں نے جو سوال پوچھا تھا تو آپ نے عام public کا لکھ دیا ہے لیکن جو باقی نیچے آپ نے تین ministries کا کہا ہے تو کیا یہ آپ بتانا چاہیں گے کہ ان کو کوئی آپ نے کیونکہ آپ کا regulation کہتا ہے کہ permit دیں گے اور permit کے بعد آپ foreigner کو allot کریں گے اور چھ مہینے کے لیے کریں گے تو اس کو review کریں گے اور یہ بتائیں کہ permit کی فیس کتنی ہوگی؟ اس کے بعد اگلی بات کریں گے۔

جناب پرنیڈائیڈنگ آفیسر: جی وزیر داخلہ صاحب۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب، گزارش یہ ہے کہ یہ جتنے بھی plots ہیں یہ foreign nationals کے ہیں۔ جن لوگوں کی list دی گئی ہے یہ Pakistani national نہیں ہیں۔ شہادت اعوان صاحب بالکل صحیح کہہ رہے ہیں کہ یہ 1946 کا ایک ایکٹ ہے جس کا آرڈر 3 Foreigner Act پر یہ دیا جاتا ہے۔ اسی law میں ہم نے 1984 میں کچھ changes کی تھی جس کے تحت جب بھی کسی foreigner نے کوئی plot لینا ہو تو پہلے یہ سارا کام MOFA کرتا تھا اور پھر اس کے بعد interior ایکٹ NOC دیتا ہے۔ اس کے لیے جناب ہم نے جتنے بھی NOCs جتنے لوگوں کو دیے ہیں، اُس کی list ہم نے ساتھ لگا دی ہے اور یہ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ یہ اسی طرح 1946 کے ایکٹ کے تحت جس میں کچھ ترمیم 1984 میں ہوئی، تو اُس کی publication کے accordingly ہم نے دیے ہیں۔

اس ساری list میں یہ ہو سکتا ہے کہ ان کے نام ہمارے ساتھ ملتے جلتے ہوں لیکن ہمارے بہت سارے بھائی اور بہن جو بیرون ملک کے dual nationals بھی ہیں، کئی کے پاس دوسرے ملک کی nationality بھی ہے اور کئی ملکوں کی قانون کے مطابق وہ پاکستان کی dual nationality نہیں رکھ سکتے اور انہوں نے surrender کی ہوئی ہے۔ تو یہ ناموں کی وجہ سے نہیں لیکن یہ سارے foreign nationals ہیں۔

سینیٹر شہادت اعوان: جناب چیئر مین صاحب! جو بات پوچھی تو منسٹر صاحب۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر شہادت اعوان: جناب چیئر مین صاحب، دیکھیں میں نے تو اسی لیے آپ کو کہا کہ پہلا 1970 plot میں دیا، دوسرا 1981 میں دیا۔ یہ plots تو آپ نے 1984 کی regulations سے بہت پہلے دے دیے تھے، اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر میں نے کہا کہ اگر آپ نے foreigners کو دیے بھی ہیں تو permit کی فیس کیا رکھی؟ وہ تو خود جس قانون کا ذکر کر رہے ہیں کہ چھ مہینے کے لیے دیتے ہیں۔۔۔

(جاری۔۔۔۔۔T04)

سینٹر شہادت اعوان: (جاری۔۔۔) وہ تو خود جس قانون کا ذکر کر رہے ہیں کہ چھ مہینے کے لیے دیتے ہیں اس کے بعد renewal ہوتی

ہے تو میرا جواب نہیں آیا۔

Mr. Presiding Officer: Hon'ble Minister for Interior and Narcotics Control.

سینٹر محمد طلال بدر: جناب! گزارش یہ ہے کہ میں نے کہا کہ پہلے یہ پرانے 1946 کے قانون کے مطابق دوسرے department اور یہ سارے NOC وہ پہلے MOFA یعنی Foreign Affairs دیتا تھا۔ اس کے بعد law میں changes آئیں پھر Interior کو NOC کے لیے دے دیا گیا۔ ہمارا ایک process ہے جس میں ہم مختلف departments کو details بھیجتے ہیں اسی طرح ہم سیکورٹی اداروں کو بھیجتے ہیں۔ اس کے بعد clearance کے لیے ہماری ایک committee بنی ہوئی ہے، جب committee سمجھتی ہے کہ اس foreigner کو NOC دی جا سکتی ہے تو ہم NOC جاری کرتے ہیں۔ اس کی exactly fees اس وقت میرے علم میں نہیں ہے، وہ exact fees میں ضرور پتا کر کے آپ کو بتا سکتا ہوں۔

Mr. Presiding Officer: Hon'ble Senator Muhammad Talha Mehmood sahib.

سینٹر محمد طلحہ محمود: بہت شکریہ، Diplomatic Enclave میں 20000 کا residential villa ہے جو 1980 میں allot ہوا تھا۔ میرا صرف یہ سوال ہے کہ Diplomatic Enclave تو embassies کے حوالے سے ہے، تو کیا یہ ابھی بھی انہی کے پاس ہے یا آپ نے اس کو embassies کے اندر تبدیل کر دیا ہے؟

سینٹر محمد طلال بدر: جناب چیئرمین! میری information کے مطابق یہ ابھی بھی انہی کے پاس ہے۔ اس کی ownership change ہوتی ہے یا title change ہوتا ہے تو وہ ہم reflect کرتے ہیں اور جتنے بھی ہیں ان میں قانون کے مطابق بہت ساروں سے کیا fees لینی ہیں کتنے پیسے لینے ہیں، اس کی ایک ایک detail دی جا سکتی ہے، آج تک جتنے بھی foreigners کو زمین یا plot الاٹ کیے گئے ہیں۔

Mr. Presiding Officer: Hon'ble Senator Manzoor Ahmed sahib.

سینیٹر منظور احمد: بہت شکریہ، جناب چیئرمین! سینیٹر شہادت اعوان صاحب نے اسلام آباد کے حوالے سے ایک بہت اہم issue اٹھایا ہوا ہے اس سے related بری امام کا ایک issue چل رہا ہے جو کافی عرصے سے لوگ رہ رہے ہیں اور CDA کی طرف سے لوگوں کو وہاں سے نکالا جا رہا ہے۔ کیا ان کو نکالنے کی کوئی وجہ ہے؟ دوسرا یہ کہ جو اس وقت کا rate ہے کیا وہ دیا جا رہا ہے یا نہیں؟ اس وقت لوگ آئے تھے اور انہوں نے رابطہ بھی کیا تھا۔

Mr. Presiding Officer: Hon'ble Minister for Interior and Narcotics Control.
Please.

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب چیئرمین! معذرت خواہ ہوں، میں سن نہیں سکا۔ آپ نے کیا سوال پوچھا تھا؟

Mr. Presiding Officer: Senator sahib, can you repeat the question?

سینیٹر منظور احمد: منسٹر صاحب آج کل بری امام کا issue چل رہا ہے جہاں سے کافی عرصے سے لوگوں کو نکالا جا رہا ہے۔
سینیٹر محمد طلال بدر: اس پر question hour کا time کافی لگ جائے گا اگر کہیں یہ جو encroachment drive ہے۔
سینیٹر منظور احمد: جناب چیئرمین! پھر کمیٹی کو refer کر دیں۔

سینیٹر محمد طلال بدر: میری گزارش یہ ہے کہ پورے House کو۔

سینیٹر منظور احمد: جناب چیئرمین! نہیں، نہیں fresh question ڈال دیں۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب! نہیں، question hour کے بعد پورے House کو apprise کر دیا جائے۔

جناب پریذائیڈنٹ آفیسر: آپ اس پر fresh question ڈال دیں اور وہ committee کو House coverage کر

دیں گے۔ Question No. 4 سینیٹر شہادت اعوان صاحب۔

(Q.No.4)

سینیٹر شہادت اعوان: جناب چیئرمین! اس میں بڑی اہم چیز پوچھی ہے کہ ICT یہ بتائے کہ New Islamabad

International Airport کون سے تھانے کی حدود میں آتا ہے۔ کیا یہ اسلام آباد کی حدود میں ہے یا نہیں؟ جناب! جو جواب آیا ہے وہ یہ

ہے کہ Islamabad International Airport does not fall under the territorial jurisdiction

12th May, 2021 کو New Islamabad International Airport کے replace کو Benazir Bhutto International Airport بنادیا گیا۔

جناب پریذائیڈنٹ آفیسر: سینیٹر شہادت اعوان صاحب اپنا question concise and precise رکھیں۔

سینیٹر شہادت اعوان: جناب چیئرمین! پھر آپ مجھے بتادیتے کہ جیسے کہیں گے میں کروں گا لیکن بات یہ ہے کہ آپ جیسا آدمی بڑی چیز پر ہے میں تو یہ سمجھا کہ بلکہ آپ مجھے کہیں گے care سے ہی اتنے اہم issue کو elaborate کریں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اسلام آباد کا airport اسلام آباد کے اندر موجود نہیں ہے۔ میں نے ایک تو یہ point out کیا کہ منسٹری جواب دیتی ہے کہ ہماری حدود میں نہیں ہے۔ دوسرا اس کے ساتھ میرا supplementary بنتا تھا کہ آپ نے 12th May, 2021 کو اس کا نام تبدیل کر کے Airport کو replace کر کے New Islamabad International Airport بنادیا جو اسلام آباد کے تھانے میں نہیں آتا۔ اب میرا وزیر صاحب سے یہ سوال ہے کہ اگر میں کراچی سے Islamabad airport پر آ رہا ہوں اور یہاں میرے ساتھ کوئی incident ہو جاتا ہے تو آپ مجھے بتائیں کہ میں کون سے تھانے میں جاؤں گا یا کون سا تھانہ مجھے پکڑے گا؟ جب کہ اسلام آباد کا airport پنجاب میں fall کرتا ہے کیونکہ تین ہزار دو سو بیالیس ایکڑ احاطے کے اوپر airport ہے اور تین تھانے لگتے ہیں، ایک انٹ کا تھانہ لگتا ہے قنبر کا تھانہ دوسرا اولپنڈی کا نصیر آباد کا تھانہ لگتا ہے۔

جناب پریذائیڈنٹ آفیسر: آپ کا point آ گیا ہے سینیٹر شہادت اعوان صاحب۔ Hon'ble Minister for Interior

and Narcotics Control.

سینیٹر شہادت اعوان: جناب چیئرمین! میں آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آپ نے جب 2018 میں۔۔

جناب پریذائیڈنٹ آفیسر: منسٹر صاحب کا mic on کریں۔

سینیٹر شہادت اعوان: جناب چیئرمین! میں آپ سے بات کروں گا کہ۔۔

جناب پریذائیڈنٹ آفیسر: منسٹر صاحب آپ کا mic on ہے۔

سینیٹر شہادت اعوان: جناب! میرا نہیں۔

جناب پریڈائٹنگ آفیسر: منسٹر صاحب کا۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب! میں پھر بیٹھ جاتا ہوں۔

سینیٹر شہادت اعوان: جناب! آپ میرا mic بند کروادیتے ہیں تو میں کیا کروں۔ 2018 میں Chief Justice صاحب نے IG

Islamabad کو بلایا تھا۔

جناب پریڈائٹنگ آفیسر: سینیٹر شہادت اعوان صاحب statement نہ دیں، پلیز Question کریں۔ یہ question نہیں

ہے۔ یہ statement ہے۔

سینیٹر شہادت اعوان: جناب چیئرمین! شہادت صاحب statement نہ دیں پلیز۔

جناب پریڈائٹنگ آفیسر: منسٹر صاحب the point is taken, please reply کریں منسٹر صاحب۔

سینیٹر شہادت اعوان: جناب چیئرمین! منسٹر صاحب یہ بتادیں کہ اگر airport پر کوئی incident ہوتا ہے تو بندہ کون سے تھانے

میں جائے گا؟

جناب پریڈائٹنگ آفیسر: جی، منسٹر صاحب اگر airport پر کوئی ایسا incident ہوتا ہے تو کس تھانے میں جانا ہے، پلیز؟

سینیٹر شہادت اعوان: اسلام آباد airport کا نام کیوں تبدیل کیا اور کون سے تھانے میں آپ نے ترمیم لانی ہے؟

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب چیئرمین! گزارش ہے کہ نام اس کا Islamabad Airport ہے، واقعہ کسی اور علاقے میں بھی ہو

سکتا ہے یہ خود بہت بڑے وکیل ہیں jurisdiction اسی تھانے کی ہوگی جس میں وہ area fall کرتا ہے۔ یہ پہلے انک اور راولپنڈی میں

تھا۔ اس کے بعد اس کو مزید بہتر بنانے کے لیے انک کی زمین جو ہے وہ پنجاب حکومت نے راولپنڈی کو منتقل کر دی تاکہ ساری کی ساری

jurisdiction ایک district میں آجائے اور جو معزز ممبر کہہ رہے ہیں کہ ایک ہی district اسے deal کرے۔ دوسرا Benazir

Airport وہ راولپنڈی میں تھا۔ یہ نیا airport بنایا گیا ہے اور اس نئے airport کا ایک نیا نام رکھا گیا تھا۔ اس میں مزید بات نہیں کر سکتا

کیونکہ Aviation Division بہتر بتا سکتا ہے کہ کوئی ایسی بات ہوئی تھی کہ یہ اس airport کی replacement ہے۔ میرے

knowledge میں ہے کہ وہ airport ابھی تک operative ہے۔ وہاں پر ابھی ہماری VIPs اور ہمارے دوسرے ادارے ہیں۔ اس کا

کچھ حصہ جو ہے جسے پہلے ہمارے civilian اور دوسرے لوگ use کرتے تھے وہاں پر university بن گئی ہے۔ مجھے نہیں پتا کہ یہ replacement ہے، اگر ہے تو نام کے بارے میں Aviation Division بہتر بتا سکتا ہے۔

Mr. Presiding Officer: Hon'ble Senator Muhammad Talha Mehmood sahib.

سینیٹر محمد طلحہ محمود: اس میں صرف ایک question ضرور کرنا چاہوں گا محترم وزیر صاحب سے کہ جب نام Islamabad Airport رکھا گیا ہے تو اگر وہ ائٹک یا پنڈی میں تھا، تو پنڈی یا ائٹک کا کیا تصور تھا؟ اس کا نام کیوں نہیں رکھا جاسکتا تھا؟ اسلام آباد کیوں رکھا گیا؟ جبکہ اگر کسی علاقے کا airport ہوتا ہے تو اسی کا نام رکھا جاتا ہے۔ اگر ڈی آئی خان کا ہو گا تو ڈی آئی خان ہے، کراچی کا ہے تو کراچی ہے تو اس میں پنڈی کا کیا تصور ہے؟ کیا ایسی کوئی تجویز ہے کہ یہ اس شہر کے نام پر رکھا جائے؟

Mr. Presiding Officer: Hon'ble Minister for Interior and Narcotics Control.

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب چیئر مین! اسلام آباد سب کا ہے، capital ہے اور نام رکھتے ہوئے میرا خیال ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ جیسے پچھلے کا نام Benazir تھا تو اب ہم یہ کہیں کہ وہ لاڑکانہ کیوں نہیں ہے؟ اسی طرح فلاں علامہ اقبال کا نام ہے، let so نام ایک اسلام آباد اور بہت ساری debate کے بعد یہ نام رکھا گیا تھا۔ اس نام پر اگر کسی کو لگتا ہے کہ Benazir Airport کی بجائے یہ نام رکھ دیا گیا ہے تو میں اس debate میں نہیں پڑنا چاہتا۔ لیکن نام ہے اور اس کا استعمال صرف اسلام آباد تو نہیں کرتا، پنڈی بھی کرتا ہے دوسرے بھی کرتے ہیں لیکن capital کے نام سے airport ہو نا میرا خیال ہے وہ زیادہ بہتر لگتا ہے، اسی لیے شاید یہ نام رکھا گیا ہے۔

Mr. Presiding Officer: Hon'ble Senator Waqar Mehdi sahib.

سینیٹر وقار مہدی: سینیٹر شہادت اعوان صاحب کے سوال پر ضمنی سوال پوچھنا چاہوں گا کہ جو پرانا airport تھا Shaheed Benazir Bhutto Airport Islamabad کے حوالے سے یہ shift کیا گیا کیونکہ وہ airport چھوٹا تھا international flights زیادہ آتی تھیں اور congestion ہوتی تھی اس لیے وہ shift کیا گیا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: لیڈر آف دی اپوزیشن صاحب آپ question hour کے بعد بات کریں۔ یہ question ختم ہونے دیں۔ یہ تیسرا supplementary question ہے آپ بات نہیں کر سکتے۔ سینیٹر دوست محمد خان صاحب middle of the question آپ نہیں بول سکتے۔

سینیٹر وقار مہدی: میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب یہ shift کیا گیا تو اس کا نام کیوں تبدیل کیا گیا؟ Shaheed Benazir

Bhutto Airport Islamabad کا نام رکھنے میں کیا اختلاف یا مسئلہ تھا؟ میں یہ کہوں گا کہ دوبارہ واپس اس کا نام Shaheed

Benazir Bhutto Airport Islamabad رکھا جائے۔

Mr. Presiding Officer: Hon'ble Minister for Interior and Narcotics Control.

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب چیئر مین! یہ یقیناً میری ministry کے متعلق تو نہیں ہے کہ نام کیا change کرنا ہے۔

(جاری۔۔۔۔T05)

T05-03Feb2026

Tariq/Ed: Waqas.

12:00 pm

جناب پریذائیڈنٹ آفیسر: معزز وزیر برائے داخلہ و نارکوٹکس کنٹرول۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب چیئر مین! یقیناً یہ میری منسٹری سے متعلق تو نہیں ہے کہ نام کیا تبدیل کرنا ہے، کیا رکھنا ہے، کیا نہیں رکھنا

ہے۔ یہ تو وفاقی حکومت کے ساتھ Aviation Division ہے جو اس وقت Defence میں ہے اس پر وہ respond کر سکتے ہیں کہ کیا کرنا ہے۔

جناب پریذائیڈنٹ آفیسر: وقار مہدی صاحب، اس کے لیے آپ fresh question دے دیں to the Ministry of

Aviation. یہ اصل میں Aviation کا کام ہے، Yes, Leader. which comes under Ministry of Defence.

of the Opposition, please.

سینیٹر راجہ ناصر عباس (قائد حزب اختلاف): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکر یہ جناب۔

جناب پریذائیڈنٹ آفیسر: Leader of the Opposition, if you have آپ نے کسی چیز کی نشان دہی کرنی ہے،

کوئی point of order ہے؟

سینیٹر راجہ ناصر عباس: جناب میں کسی اہم مسئلے پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

Mr. Presiding Officer: Leader of the Opposition, after the question hour.

سینیٹر راجہ ناصر عباس: میرے پاس وقت نہیں ہے، میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ سن لیں، کوئی بات نہیں ہے، تحمل کر لیں، ان شاء اللہ اچھی باتیں ہوں گی۔

(مداخلت)

Mr. Presiding Officer: Order in the House please. Dost Muhammad Sahib, please. Leader of the Opposition, after the question hour please.

Question hour کے بعد بات کر لیں۔ دوست محمد صاحب، جب Leader of the Opposition صاحب اور میں بات کر رہا ہوں تو میرے خیال میں آپ تشریف رکھیں۔

سینیٹر راجہ ناصر عباس: دیکھیں جتنا بھی یہ نظام اور سسٹم۔۔۔

جناب پریذائیڈنٹ آفیسر: آپ کا کوئی سوال ہے؟

سینیٹر راجہ ناصر عباس: میں عمران خان صاحب کی صحت کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنٹ آفیسر: قائد حزب اختلاف صاحب، آپ کو بھرپور وقت دیا جائے گا، not during the question

hour, we need to run this House by the laws, by the Rules.

سینیٹر راجہ ناصر عباس: یہ روایت نہیں ہے؟

جناب پریذائیڈنٹ آفیسر: نہیں۔ یہ روایت نہیں ہے، اگر ہم rules پر نہیں چلیں گے تو پھر ہم میں اور جانوروں میں کوئی فرق نہیں ہو

گا۔

سینیٹر راجہ ناصر عباس: آپ کی بات پر اگر عمل ہوتا تو مجھے یہاں کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں تھی۔

جناب پریڈائٹنگ آفیسر: علامہ صاحب ہم آپ سے بھی یہ امید رکھتے ہیں کہ آپ اتنے قابل، فاضل اور ایک عالم سے بھی کہ اگر ہم rules follow نہ کریں تو پھر ہم میں اور جانوروں میں کیا فرق ہے۔

سینیٹر راجہ ناصر عباس: میں rules follow کروں گا، کبھی بھی violate نہیں کروں گا۔

جناب پریڈائٹنگ آفیسر: یہ rules میں ہے کہ during the question hour you are not supposed to say anything جیسے ہی question hour ختم ہوگا، پہلے آپ کو موقع دیا جائے گا۔ آپ کو پہلا موقع دیا جائے گا۔

Next question, question No.5. Senator Shahadat Awan Sahib.

Q.No.5.

Mr. Presiding Officer: Any supplementary?

سینیٹر شہادت اعوان: میں نے اپنے سوال میں یہ کہا ہے کہ NACTA نے پچھلے دو سالوں میں counter narrative promote کرنے کے لیے against extremist ideology through media and education steps لیے ہیں؟ اس کا جواب آپ کے سامنے انہوں نے جو بتایا ہے کہ ہم نے فلاں فلاں۔۔۔

جناب پریڈائٹنگ آفیسر: شہادت صاحب یہ تو reply آیا ہوا ہے، براہ مہربانی آپ ضمنی سوال پوچھیں۔ دوست محمد صاحب ایک گھنٹہ نہیں ہوا ہے، آپ late آئے تھے، session 11:35 am کو شروع ہوا تھا اور Question Hour ابھی 12:35 تک چلے گا۔
Madam please settle down on your seats. Please settle down, معزز اراکین یہاں پر موجود نہیں تھے۔
شہادت صاحب سوال پوچھیں، please.

سینیٹر شہادت اعوان: جناب میں ضمنی سوال پوچھوں گا، آپ House in order کریں۔

Mr. Presiding Officer: Order in the House please.

سینیٹر شہادت اعوان: سلیم صاحب، آپ سیٹ پر تشریف رکھیں گے تو میں سوال پوچھوں گا ورنہ نہیں پوچھوں گا۔

(مداخلت)

Mr. Presiding Officer: Order in the House please.

سینیٹر شہادت اعوان: جناب چیئرمین! میں یہ کہہ رہا تھا کہ جو انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے فلاں فلاں initiative start کیے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ آپ نے انہیں evaluate کرنے کے لیے اور اس کا impact کیا ہوا ہے، اس کے لیے بھی آپ نے کوئی راستہ بنایا ہے۔ اگر آپ نے اس قسم کے کچھ پروگرام شروع کیے ہیں تو آپ بتائیں گے کہ آخری پروگرام کب کیا اور اس میں کتنے لوگوں نے شمولیت کی؟

Mr. Presiding Officer: Honourable Minister for Interior and Narcotics Control.

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب بہت اہم سوال کیا ہے۔ جناب جو NACTA ہے وہ ہمارے national narrative against terrorism and extremism اس پر یہ کام کرتا ہے۔ جناب اس پر جو steps لیے گئے ہیں انہیں تو نہیں دہراؤں گا، میں صرف یہ بتاؤں گا کہ آخری meeting کب ہوئی ہے تو جناب یہ وزیر اطلاعات بیٹھے ہیں، آخری meeting ان کی قیادت میں ایک پیام امن کمیٹی بنی ہے جس میں پورے پاکستان کے تمام مذاہب کے لوگ، باقی تمام فقہوں کے لوگ، Prime Minister نے اس meeting کو Chair کیا ہے، اس کے علاوہ اس کا ایک بہت تفصیلی پروگرام ہے جو میں share کر دیتا ہوں کہ یونیورسٹی سے لے کر مدارس، مساجد اور باقی جو segments of societies ہیں ان کے ساتھ، یہ کہہ رہے ہیں کہ اسے evaluate کرنے کے لیے کیا کیا، میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ debate اس ایوان میں ہونی چاہیے کہ Nation Action Plan جو کہ 14 points پر مشتمل ہے اور یہ National Action Plan-1 ہے، جو تھا وہ پاکستان مسلم لیگ کے دور میں جب آرمی پبلک سکول کا واقعہ ہوا تھا تب بنا تھا۔ اسے دوبارہ سے ایک مرتبہ PTI کی حکومت میں National Action Plan-2 بنایا گیا جس میں تمام صوبے اور جتنی بھی جماعتیں تھیں وہ متفق ہیں۔ اگر مناسب ہو تو ان 14 points پر پوری debate رکھی جائے اور پتا چلے کہ ایک kinetic ہے اور ایک non-kinetic ہے، ان دونوں کا impact کیا ہے۔ کس صوبے نے کتنا کام کیا ہے، کس نے زیادہ کیا ہے اور کس نے کم کام کیا ہے۔ اس پر already ہر ماہ یا ہر دو ماہ بعد

ایک Counter Terrorism کمیٹی ہے جسے Prime Minister خود دیکھتے ہیں۔ جس میں تمام وزراء اعلیٰ، تمام security اداروں کے heads ہوتے ہیں اور اس کو Interior Minister ہر ماہ دو مرتبہ اس کمیٹی کو اور ایک Hardening of State Committee ہے جو کہ ساری چیزیں relate کرتی ہیں to the 14 points of National Action Plan اور ان 14 points پر اگر آپ اجازت دیں تو کسی وقت ایوان میں اس کی تفصیل رکھی جائے۔ یہ بہت اہم بات ہے اور اس میں یہ بھی پتا چل سکے کہ اس وقت ہم کہاں کھڑے ہیں اور کس سمت میں آگے بڑھ رہے ہیں۔ باقی narrative building کے حوالے سے ہم نے تمام steps بیان کیے ہیں اور آخری meeting بھی میں نے بتادی ہے کہ کب ہوئی ہے۔

Mr. Presiding Officer: Honourable Minister for Information.

جناب عطاء اللہ تارڑ (وفاقی وزیر اطلاعات): جناب چیئرمین! معزز سینیٹر صاحب کے بڑے pertinent points ہیں۔ میں بہت مختصر گزارش کروں گا کہ جو پیغام امن کمیٹی بنی، بلا تفریق اس میں نہ یہ دیکھا گیا کہ کس کا کس مسلک سے تعلق ہے، کس کا کس سیاسی جماعت سے تعلق ہے، تمام مکاتب فکر کے علماء، پورے پاکستان سے ان کی شمولیت سے وہ کمیٹی بنی ہے۔ وہ پورے پاکستان کے دورے کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ جو counter narrative against extremism, violence and terrorism ہے اسے Bill کریں گے کیونکہ یہ بنیادی طور پر سب سے پہلی responsibility علماء کرام کی ہے۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے Press Information Department میں ایک Counter Violent Extremism Cell بنایا ہے جس کے لیے ہم نے third party audit system رکھا ہے کہ جو Counter Violent Extremism Cell narrative بنانا ہے اس کی dissemination and reach کہاں تک جاتی ہے اور اب digital media کا دور ہے تو اس میں ایک Digital Communication Department بھی fully functional ہے جہاں سے یہ سارا narrative جا رہا ہے اور یہ خوش آئند ہے کہ خیبر پختونخوا میں PTI کی حکومت ہے اور کل ان کے وزیر اعلیٰ Prime Minister کے پاس تشریف لائے تھے۔ اس میں بڑی مدد ملے گی with regard to law and order or counter terrorism اور خیبر پختونخوا حکومت کے درمیان

کوئی راہیں کھلی ہیں اسے counter کرنے کے حوالے سے اور وہ تشریف لائے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ overall unity کا پیغام جائے گا کہ ہم سب مل کر اس terrorism narrative کو بھی defeat کریں گے اور terrorism کا بھی defeat کریں گے۔ بہت شکریہ۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب صرف ایک لائن add کرنا چاہتا ہوں کہ جو دہشت گردی کی جنگ ہے، پاکستان میں پہلے بھی ہم نے اسے شکست دی ہے اور ایک ہی طریقے سے دی ہے کہ ہماری جو security forces تھیں ان کے پیچھے تمام political forces یک زباں ہو کر کھڑی ہوئیں۔ ابھی بھی security forces جو kinetic portion ہے وہ کر رہی ہیں لیکن جناب ہمیں ضرورت ہے کہ political forces ایک narrative کے ساتھ، یک زباں ہو کر ان کے پیچھے کھڑی ہوں، جو دونوں میں result آنے ہیں وہ دس دنوں میں آسکتے ہیں۔

جناب پریذائٹنگ آفیسر: معزز سینیٹر عبدالواسع صاحب۔

سینیٹر عبدالواسع: شکریہ، جناب چیئرمین۔ کل سے بلوچستان کے حالات کے حوالے سے جو بحث ہو رہی تھی، کل کافی دوستوں نے اس پر

(آگے جاری۔۔۔T-06)

بات کی ہے۔

T06-03Feb2026

Mariam Arshad/Ed:Shakeel

12:10 p.m.

سینیٹر عبدالواسع (جاری۔۔): جناب پریذائٹنگ آفیسر! آپ کا شکریہ کل سے بلوچستان کے حالات کے حوالے سے جو بحث ہو

رہی تھی۔ کل کافی دوستوں نے اس پر بات کی ہے۔

جناب پریذائٹنگ آفیسر: مولانا صاحب آپ کا سوال ہے؟

سینیٹر عبدالواسع: میرا سوال تو نہیں ہے۔

جناب پریذائٹنگ آفیسر: مولانا صاحب یہ ابھی تک question hour چل رہا ہے۔

سینیٹر عبدالواسع: آپ نے کہا کہ اس کے بعد شروع کر دیتے ہیں۔

جناب پریذائینڈنگ آفیسر: مولانا صاحب ابھی تک question hour ختم نہیں ہوا۔ Question hour ابھی تک جاری ہے اور اگلے پندرہ منٹ اور بھی چلے گا۔ مولانا صاحب یہ order of the day پر بھی ہے آج اس پر بحث ہوگی۔ سینیٹر طلحہ محمود۔

(Q.No.05)

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب پریذائینڈنگ آفیسر! انہوں نے June 2024 میں ایک کانفرنس کرائی تھی علماء کانفرنس جیسا کہ ابھی جناب محترم وزیر صاحب نے بات کی کہ یہ بڑا important issue ہے۔ میرا ان سے سوال یہ ہے کہ اب ہم 2026 میں بیٹھے ہیں اور اس وقت جو سب سے بڑا مسئلہ ہے terrorism اور یہ دوسرے مسائل اس وقت پورا پاکستان اس چیز کو face کر رہا ہے۔ اس میں آپ نے کوئی اس طرح کا سلسلہ کیوں نہیں کیا کہ ان لوگوں کو دوبارہ اکٹھا کیا جائے جو کہ مختلف فرقہ طبعی فکر کے علماء ہیں اور ان کو on board لیا جائے۔ کیا اس طرح کی آپ کی کوئی تجویز ہے؟ اب تو آپ کو کافی وقت ہو گیا ہے۔

Mr. Presiding Officer: Honourable Minister for Information.

جناب عطا اللہ تارڑ: جناب پریذائینڈنگ آفیسر! میں آپ کی خدمت میں on record رکھ دوں گا جو پیغام امن کمیٹی بنی ہے۔ جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء کرام کو رکھا گیا ہے پورے پاکستان سے اور وہ اپنے کام پر لگ گئے ہیں اور اگر سینیٹر طلحہ محمود صاحب کی کوئی تجویز ہوگی اس کمیٹی کے پاس یہ authority ہے کہ یہ مزید ممبرز کو بھی add کر سکتی ہے۔ اگر یہ کوئی علماء کرام چاہتے ہیں کہ اس کمیٹی میں add کریں جو اپنا ایک موثر کردار ادا کر سکتے ہیں تو اس کے لیے بھی حاضر ہیں۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب پریذائینڈنگ آفیسر! یہ کمیٹی جو ہے یہ تمام مذاہب کی ہے۔ یہ صرف مسلمانوں کی یا ان فرقوں کی نہیں ہے جو کہ normally ہوتا ہے۔ اس میں تمام مذاہب کے لوگ موجود ہیں اور اس میں صرف terrorism نہیں، extremism اور مذہب کا نام استعمال کر کے extremism، terrorism کرنا، اس کی غلط تشریح کرنا اور اس کے متعلق ایک ایسی تشریح اس کمیٹی سے آتی ہے جو کہ دین کے عین مطابق ہے۔ یہ اس سے larger committee ہے اور اس میں بھی

اگر ہم معزز رکن کو اس کی پوری details دے دیتے ہیں۔ اگر وہ پڑھیں گے تو بڑے جید قسم کے علماء اور باقی مذاہب کے بڑے اہم لوگ ہیں وہ اس کمیٹی میں موجود ہیں۔

Mr. Presiding Officer: Honourable Minister for Information.

جناب عطا اللہ تارڑ: جناب پریذائڈنگ آفیسر! سینیٹر حافظ عبدالکریم صاحب اس کے ممبر ہیں، مفتی عبدالرحیم صاحب اس کے ممبر ہیں، پیر نقیب الرحمن صاحب اس کے ممبر ہیں، علامہ محمد حسین اکبر صاحب اس کے ممبر ہیں، ڈاکٹر راغب حسین نعیمی صاحب اس کے ممبر ہیں، مولانا طاہر اشرفی صاحب اس کے ممبر ہیں، مولانا طیب بیچ پیری صاحب اس کے ممبر ہیں، علامہ ضیاء اللہ شاہ بخاری صاحب اس کے ممبر ہیں، بشپ آزاد مارشل صاحب اس کے ممبر ہیں، راجیش کمار ہردوئی صاحب اس کے ممبر ہیں، رامیش سنگھ اروڑہ صاحب اس کے ممبر ہیں۔ اس میں نہ صرف تمام مکاتب فکر کو رکھا گیا ہے جس طرح honourable Minister for Interior نے کہا کہ تمام مذاہب کے لوگوں کو بھی اس میں نمائندگی دی گئی ہے تاکہ ایک cohesive and synergetic effort اس کے اندر نظر آئے۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر: طلحہ صاحب آپ کا سوال ہو گیا ہے۔

(مداخلت)

جناب پریذائڈنگ آفیسر: طلحہ محمود صاحب یہ discretion کی government ہے۔ سینیٹر دینیش کمار supplementary

question please.

سینیٹر دینیش کمار: جناب پریذائڈنگ آفیسر! بہت شکریہ آپ نے تو یہ پیغام پاکستان کے حوالے سے National Action

Programme کیا ہے؟ اس کے میرے خیال میں 20 نکات تھے اور یہ کب revise ہو۔ National Action Plan

2014 میں بناتھا لیکن یہ کب revise ہو اور اس پر کتنے فیصد عمل درآمد ہوا ہے؟

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب پریذائیڈنٹ آفیسر! میں نے یہ ہی گزارش کی ہے کہ کسی ایک دن پورا دن رکھیں۔ یہ 20 نکات تھے جب Army Public School کا واقعہ ہوا تھا اور اس کے بعد National Action Plan بنا تھا۔ اس کے بعد PTI کے دور میں اس کو revise کیا گیا اور National Action Plan Two بنا جس کے اب 14 نکات ہیں۔ ان 14 نکات میں سے صوبے اور وفاق کبھی علیحدہ علیحدہ اور کئی جگہ coordination سے اس پر عمل کرتے ہیں۔ میں ان 14 کے 14 نکات پر کیا عمل درآمد ہوا ہے، کس صوبے نے کتنا کام کیا ہے وہ اگر details چاہیں وہ بڑی اہم ہے وہ تو میں رکھنے کو تیار ہوں لیکن اس کے لیے کسی دن بہت detailed بیٹھک چاہیے ہوگی۔

سینیٹر شہادت اعوان: جناب پریذائیڈنٹ آفیسر! میری گزارش ہوگی کہ اس کو کمیٹی میں بھیجیں۔ یہ بہت اہم issue ہے اس کے اوپر انہوں نے اپنی consent دی ہے تاکہ اس کے اوپر بات ہو سکے۔

Mr. Presiding Officer: Mr. Minister, do you oppose this?

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب پریذائیڈنٹ آفیسر! پورا house کیوں نہ سنے، آپ اس کو agenda پر رکھیں۔

سینیٹر شہادت اعوان: اس کو کمیٹی میں جانے دیں۔

سینیٹر محمد طلال بدر: اس کو agenda پر رکھیں۔ کمیٹی میں دودو، تین تین لوگ ہوتے ہیں۔ ایک ایک پارٹی کی میں بات کر رہا ہوں۔

سینیٹر شہادت اعوان: وہاں تمام parties موجود ہوں گی۔ کمیٹی میں جائے گا تو آپ کی بات پوری ہو جائے گی، ایک طرف آپ کہتے ہیں

house میں کریں اور دوسری طرف آپ کمیٹی کو oppose کر رہے ہیں۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب پریذائیڈنٹ آفیسر! اس house کو کمیٹی بنائیں۔

Mr. Presiding Officer: The question is referred to the committee.

جب کمیٹی میں اس کی detail آجائے اور جب report پیش ہوگی تو house کو بھی معلوم ہو جائے گا۔

Question.No.1. Senator Waqar Mehdi.

(Q. No.1.)

سینٹر سید وقار مہدی: جناب پریذائیڈنگ آفیسر! بہت شکریہ۔ میرے سوال کے جواب میں جو مذہبی امور کی وزارت نے جواب دیا ہے انہوں نے میرے کسی سوال سے بھی اختلاف نہیں کیا ہے۔ اب میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ Punjab Act 2012 کے تحت کس طریقے سے وفاق کی properties کو انہوں نے منتقل کیا اور یہ صرف اگر آپ دیکھیں گے تو تحصیل فتح جنگ کے دو موضوعات ہیں نیکا اور امیر خان میں یہ تقریباً کوئی 3182 کینال زمین جو کہ Evacuee Trust Property Board کی تھی۔ پنجاب حکومت کے وہاں کے مختیار کار یا طبقے دار جو بھی تھے انہوں نے منتقل کر دی تو یہ کس طرح ہوئی جبکہ یہ غیر قانونی طور پر کی گئی۔ جس سے وزارت مذہبی امور نے اتفاق کیا ہے۔ اس سے پہلے مرحوم سینٹر تاج حیدر صاحب نے یہ کیس اٹھایا تھا اور یہ کمیٹی میں بھی ریفر ہوا تھا لیکن ان کے انتقال کی وجہ سے وہ کمیٹی میں proper نہیں چل سکا۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وزارت مذہبی امور اس کے خلاف کیوں نہیں court of law میں گئی۔ ایک وفاقی ادارہ ہے وفاق کی زمینیں ہیں اس کو پنجاب حکومت کس طریقے سے منتقل کر سکتی ہے کسی اور کے نام پر اور یہ Punjab Act کیا صرف فتح جنگ میں ہے۔ یہ دو موضوعات کے لیے بنا تھا کہ یہاں دو موضوعات میں عوام کی Evacuee Trust Property Board کی جو زمینیں تھی وہ منتقل کر دی گئیں۔ میں درخواست کروں گا کہ میرا یہ جو matter ہے اس کو کمیٹی کو refer کیا جائے تاکہ وہاں پر اس پر debate ہو سکے، discuss ہو سکے۔ وہاں پنجاب کے افسران کو بھی بلایا جائے، Senior Member of Board of Revenue کو بلایا جائے اور وزارت مذہبی امور بھی ہو تاکہ یہ matter وہاں discuss ہو اور اس کا کوئی فیصلہ ہو سکے۔

Mr. Presiding Officer: Minister for Interior and Narcotics.

سینٹر محمد طلال بدر: اگر کمیٹی کو یہی بھیجنا ہے تو پھر پہلے سارے ادھر ہی بھیج دیا کریں، جواب تو سن لیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائٹنگ آفیسر: سینیٹر وقار مہدی پہلے جواب سن لیتے ہیں اگر جواب سے تسلی نہیں ہوتی تو آپ کبھی بھی committee کو refer کر سکتے ہیں۔ آپ پہلا tool پہلے use کریں، supplementary کا جواب دیں۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب پریذائٹنگ آفیسر! Supplementary کا ہی جواب دے رہا ہوں۔ شہادت اعموان صاحب کو میں نے گزارش کی کہ اس ہاؤس کو کمیٹی بننے دیں National Action Plan اور وہاں پر Interior کے بہت selective members ہوتے ہیں۔ اتنے بڑے house کی committee کیوں نہیں بناتے؟ کیوں معلوم نہیں ہوتا کہ کس صوبے نے کیا کیا ہے؟ کیوں نہیں معلوم ہوتا کہ اس وقت ہم کہاں جا رہے ہیں۔ میں تو offer کر رہا ہوں committee سے بھی بڑی committee کہ پورے house کی committee بن جائے۔

اب بات Religious Affairs کی ہے آج Religious کا role بھی میرے پاس ہی ہے۔ میں ہوں بھی ویسے religious ہی۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس میں جو زمین والا معاملہ ہے یہ معزز ممبر نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔ اس پر already ایک تو ہائی کورٹ کا decision 30-01-2023 کو آیا اور اس میں لاہور ہائی کورٹ راولپنڈی بیچنے نے کہا کہ یہ جو 2012 میں ITPB کی اراضی منتقل کی گئی ہے وہ بالکل غلط کی گئی ہے۔ (جاری۔۔۔T07)

T07-0Feb2026

FAZAL/ED: Irum

12:20 pm

سینیٹر محمد طلال بدر (وزیر مملکت برائے داخلہ) (جاری ہے۔۔۔۔۔) وہ بالکل غلط کی گئی ہے اور اس کو کالعدم قرار دیا۔ جناب! اس مسئلے کے حل کے لیے Federal Government وہ Senior Member Board کے ساتھ یہ معاملہ اٹھاتی رہی ہے اور Provincial Government کے ساتھ بھی معاملہ اٹھاتے رہے ہیں۔ اب Prime Minister نے ایک committee بنائی ہے جس میں Law Minister اس کو head کر رہے ہیں۔ وہ Law Minister جو ہیں وہ relevant departments پنجاب اور ہمارے وفاق کے، جن کی یہ زمین ہے، اس پر یہ جو illegal occupation ہوا ہے یا غلط طور پر منتقل کی گئی ہے، اس پر Law Minister Prime Minister کے حکم پر ایک report پیش کریں گے اور یہ بالکل ٹھیک معزز Member کہہ رہے ہیں کہ یہ غلط طور پر منتقل کی گئی تھی، اس کو واپس انہی کو منتقل کرنا ہے، اسی department کے پاس۔

Honourable Senator Talha Mahmood Sahib. -آپ کا نہیں ہے۔ ایک منٹ، آپ کا نہیں ہے۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: یہ 1907 kanal کا رقبہ transfer ہوا ہے جو یہ خود کہہ رہے ہیں کہ illegal ہوا ہے۔ تو اس کا کیا ہوا؟ پھر

انہوں نے اس سے واپس حاصل کی یا نہیں؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: منسٹر صاحب! Please سوال سنیں۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: اور یہ 1907 kanal کی زمین transfer ہوئی ہے اور یہ خود کہہ رہے ہیں کہ یہ غیر قانونی اور غیر مجاز

طور پر منتقل ہوئی ہے۔ تو کیا انہوں نے یہ واپس لی یا نہیں لی؟ ایک بات۔

دوسری میں ایک بات اور کرنا چاہتا ہوں کہ Evacuee Trust Property Board جس کے بارے میں یہ ساری بات

چیت ہو رہی ہے، Islamabad کے اندر بھی بے شمار properties ہیں جو کوڑیوں کے مول کرایہ پر دی ہوئی ہیں۔ کیا اس کی

reconsideration کی گئی ہے کہ وہ جو Blue Area میں اور Marriott کے ساتھ والی جو building ہے، یہ Evacuee

Trust Property Board کی building ہے اور یہ جس پر دی ہے، وہ میرا خیال ہے اس وقت موجودہ market rate

سے ten times کم ہے۔ کیا آپ نے اس کو ٹھیک کرنے کی کوشش کی؟

Mr. Presiding Officer: Yes, Honourable Minister for Interior and Narcotics Control.

سینیٹر محمد طلحہ بدر: میں تو خود آج rent پر وزیر ہوں۔ میں تو ان کے سوالوں کا جواب دے رہا ہوں لیکن یہ نیا سوال بنتا ہے کیونکہ یہ تو

بہت detail میں انہوں نے پوچھا ہے کہ کون سی property کتنے rent پر دی گئی ہے؟ کیا process adopt کیا ہے؟ کیا اس میں

جو procedure adopt کیا ہے، وہ کم کرائے پر یا زیادہ ہے؟ لیکن اس سوال کا تو تفصیلی جواب میں دے چکا ہوں اور اس پر Law

Minister کی Committee Prime Minister کے حکم پر کام کر رہی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ یہ زمین جو ہے، یہ غلط طور پر منتقل

کی گئی تھی۔

جناب پریڈائنگ آفیسر: طلحہ محمود صاحب! آپ kindly اس کے لیے fresh question put کریں۔ شہادت اعوان

صاحب! statement نہیں کیونکہ سوال زیادہ رہتے ہیں۔. brief question please.

سینیٹر شہادت اعوان: جی، ایک second بس۔ جناب! بالکل چھوٹی سی بات کروں گا۔ جناب چیئرمین صاحب! یہ answer میں C&D کی طرف میں refer کروں گا۔ وقار مہدی صاحب نے بہت بڑی بات کی ہے۔ یہ 401 acres جس کو پنجاب میں 8 مربعے کہتے ہیں یہ 8 مربعے زمین usurp کر لی گئی ہے اور وہ یہ مانتے ہیں کہ لوگوں نے غلط طریقے سے اس کو transfer کروا لیا اور ابھی تک دی نہیں۔ C&D کی طرف کسی نے توجہ نہیں دی ہے۔ وہ کہتے ہیں possession of land has not been restored in favour of Federal Government. تو میری گزارش صرف آپ سے یہ ہوگی کہ یہ چونکہ بہت سے لوگ اس کے اوپر قابض ہیں، اس کو Committee میں بھیجیں تاکہ یہ Government کا مسئلہ ہے، کسی کا private نہیں ہے تاکہ thoroughly اس کے اوپر بحث ہو۔

Mr. Presiding Officer: Yes, Honourable Minister for Interior and Narcotics Control.

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب! بھیج دیں۔

Mr. Presiding Officer: The question referred to the Committee.

آپ کو as special invitee بلا لیں گے۔

Senator Shahadat Awan: Thank you sir.

Mr. Presiding Officer: Question No. 2, Honourable Senator Waqar Mehdi.

سینیٹر سید وقار مہدی: بہت شکریہ۔ میں نے جو سوالات پوچھے تھے، اس کے مطابق جو list مجھے فراہم کی گئی ہے۔

Mr. Presiding Officer: Waqar Sahib, briefly. Supplementary question.

سینیٹر سید وقار مہدی: جی، جی، میں اسی پر supplementary عرض کر رہا ہوں۔ جو list مجھے فراہم کی گئی ہے میں اس list سے مطمئن نہیں ہوں۔ اس لیے کہ جو عملہ دکھایا جا رہا ہے پارلیمنٹ لاجز کے اندر، میں آپ کو مثال دوں۔ ایک دن میں نے نیچے Civil Enquiry کو فون کیا اور کہا کہ میرے Lodge کا پانی کا نکا خراب ہے، تو plumber بھیج دیں۔ انہوں نے مجھے جواب دیا کہ ہمارے پاس صرف ایک ہی plumber ہے، جبکہ record میں دس plumbers دکھائے گئے ہیں۔ میں منسٹر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ وہاں موجود employees کی physical verification کروائی جائے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ اصل میں کتنے ملازمین موجود ہیں۔

دوسری بات میں عرض کروں گا کہ وہاں پر ہر Lodge میں lifts لگی ہوئی ہیں۔ آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے اور دیکھی ہوں گی۔ جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔ کیا آپ نے کبھی کسی lift میں lift operator دیکھا ہے؟ آپ گنتی کریں کہ وہاں پر کتنے lift operators ہیں؟ ایک بھی lift operator موجود نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص lift میں پھنس جائے تو اس کو نکلانے والا کوئی نہیں ہوتا۔ اس کی صورت حال یہ ہے کہ آپ جب Lodge میں داخل ہوتے ہیں تو اس کے main دروازوں کے تالے ٹوٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ کھڑکیوں کے شیشے ٹوٹے ہوئے ہیں۔ یہ جو maintenance کا پیسا ہے، وہ کہاں خرچ ہو رہا ہے؟ یہ جو maintenance کا پیسا ہے کدھر لگتا ہے؟ ہر سینیٹر کے Lodge کے لیے جو رقم مختص ہے۔

جناب پرنیڈائیڈنگ آفیسر: منسٹر صاحب! اس طرح کی کئی شکایات آرہی ہیں۔ آپ کو بھی ان چیزوں کا اندازہ ہوگا۔

سینیٹر سید وقار مہدی: آپ مجھے یہ بتائیں کہ آڈٹ بھی ہوتا ہے اور سب کچھ ہوتا ہے یہ پیسا کہاں لگتا ہے۔ Lodges کی حالت خراب ہیں۔ وہاں چوہے گھومتے ہیں۔ وہاں fumigation نہیں ہے۔

جناب پرنیڈائیڈنگ آفیسر: وقار صاحب! منسٹر صاحب کو reply کرنے دیں، کیونکہ ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔ عبدالقادر صاحب، منسٹر صاحب کو reply کرنے دیں۔ جی، منسٹر صاحب۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب! میں گزارش کر دوں۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ یہ 151 total officers and staff ہیں۔ ہم نے حال ہی میں انہی شکایات کی وجہ سے biometric system شروع کر دیا ہے۔ اب حاضری، in-time اور out-time مکمل طور پر biometric کے ذریعے ہوتی ہے، تاکہ exactly معلوم ہو سکے کہ کون کتنی دیر موجود رہتا ہے۔ کچھ شکایات بالکل درست ہیں، لیکن بہت ساری ایسی بھی ہیں جو مکمل طور پر درست نہیں۔ مثال کے طور پر بہت سے lift operators کی shift میں بھی مختلف blocks میں موجود ہوتے ہیں۔ میں خود وہاں رہتا ہوں اور میں خود اس کا چشم دید گواہ ہوں۔ ہاں، یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ کئی لوگ پہلے کام نہیں کرتے تھے۔ اسی لیے ہم نے ان 151 officers and employees کا biometric شروع کیا ہے۔ لیکن اس کی responsibility کس کی ہے؟ جناب! Speaker اور Chairman یا Deputy Chairman اور Deputy Speaker وہ ہمیں بلاتے ہیں، وہ departments کو بلاتے ہیں اور اس پورے نظام کی oversight کرتے ہیں۔ جو ان کا دل کرتا ہے اور جو وہ فرماتے ہیں کہ یہ بندہ ٹھیک نہیں ہے یا کسی شخص کے خلاف شکایت ہے تو ہم اس کا transfer کرتے ہیں اور اس کے خلاف کارروائی بھی کرتے ہیں۔ جہاں تک renovation کا تعلق ہے، اس کی تمام details متعلقہ committee میں پیش کی جاتی ہیں، جہاں مکمل oversight role کے تحت تفصیلی discussion ہوتی ہے۔

جناب! گزارش یہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ کئی چیزیں درست کرنے والی ہیں۔ پہلے مرحلے میں وہ lodges جو پچھلے 15 سے 20 سال سے زیر استعمال نہیں تھیں، Speaker National Assembly کی کوشش سے ان کے لیے فنڈ منظور ہوا۔ یہ 104 apartments/lodges ہیں، کیونکہ سینیٹ اور نیشنل اسمبلی کے بہت سے اراکین یا تو rented places میں رہ رہے ہیں یا نامناسب جگہوں پر اور تقریباً سو کے قریب لاجز کی کمی ہے۔ 104 lodges جن کا tender, process اور دیگر تمام مراحل مکمل ہو چکے ہیں پر کام جاری ہے اور ان شاء اللہ یہ 30 June, 2026 سے پہلے مکمل ہو جائیں گی۔ اس کے بعد اگلا plan ہم نے Speaker Sahib کو دیا تھا کہ باقی جو تقریباً 350 lodges ہیں ان کو ایک ہی مرحلے میں renovate کروالیں۔ جناب! مسئلہ یہ ہے کہ کسی نے پہلی tiles لگوالی ہیں، کسی نے نیلی، کسی کو چھت کا fan پسند تھا، کسی کو کچھ اور اچھا لگ رہا تھا۔ اس طرح ہر ایک نے ان lodges کو اپنی مرضی کے مطابق بنا لیا ہے۔ چونکہ ہم خود وہاں رہتے ہیں، اس لیے ہماری اپنی بھی responsibility بنتی ہے کہ ہم اسے سرکار کی بجائے اپنا

سمجھیں اور اس کی روزمرہ maintenance میں اپنا کردار ادا کریں۔ البتہ جو staff renovation اور maintenance کرتا ہے، اس میں واقعی بہت سی کمی کوتاہیاں ہیں اور میں یہ بات تسلیم کرتا ہوں۔ لیکن اس کی oversight کس کے پاس ہے؟ یہ Deputy Chairman Senate اور Deputy Speaker کے تحت ہے اور وہ جو فیصلہ کریں، وہی نافذ ہوتا ہے۔ ہم نے ان کو یہ offer بھی دی تھی کہ اگر آپ CDA سے کام نہیں کروانا چاہتے تو ہمیں فارغ کر دیں اور کسی اور department کو لے آئیں۔ جناب! مسئلہ یہ ہے کہ پیسے پیچھے سے release نہیں ہوتے، لیکن آگے سے ہدایات آتی ہیں کہ tiles لگا دیں، یہ کر دیں، وہ کر دیں۔ اس وقت بھی تقریباً 50 کروڑ روپے سے زائد کے بقایا جات پچھلے تین سے چار سال سے pending ہیں۔ جناب! گزارش یہ ہے کہ یہ تمام معاملات اسی وجہ سے پیدا ہو رہے ہیں۔

جناب پریڈائیڈنگ آفیسر: منسٹر صاحب! wind up کریں۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب! میں نے عرض کر دیا ہے کہ پچھلے 104 lodges بن رہی ہیں۔ اس کے بعد باقی lodges کو اکٹھا renovate کرنے کا منصوبہ ہے، اگر Speaker اور Chairman Senate اجازت دیں۔ باقی جو کمی کوتاہیاں ہیں، وہ موجود ہیں اور آپ کی House Committee ان کا جائزہ لیتی ہے۔ میں اس حوالے سے مکمل details فراہم کر دوں گا۔

(جاری ہے۔۔۔۔۔T08)

جناب پریڈائیڈنگ آفیسر: محترم سینیٹر محمد طلحہ محمود صاحب۔

T08-03Feb2026

Rafaqat Waheed/Ed: Irum

12:30 pm

جناب پریڈائیڈنگ آفیسر: محترم سینیٹر محمد طلحہ محمود صاحب۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: معزز رکن discipline کا مظاہرہ کریں۔ میرا نمبر ہے۔

جناب پریڈائیڈنگ آفیسر: سینیٹر محمد طلحہ محمود صاحب! ضمنی سوال پوچھیں۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: اس جواب کے اندر انہوں نے کہا کہ اس میں غلطیاں بھی ہیں، اعتراضات بھی ہیں لیکن آڈیٹر جنرل نے اس کا آڈٹ کرنے کے بعد اسے PAC میں بھیجا۔ میں PAC کی کمیٹی کا ممبر رہا ہوں۔ وہاں پر پندرہ پندرہ سال، اٹھارہ اٹھارہ سال پرانے paras ہوتے ہیں جنہیں وہ consider کر رہے ہوتے ہیں یا ان پر discussion ہو رہی ہوتی ہے، fresh کا تو نمبر ہی نہیں آتا۔ جیسے ابھی محترم وزیر صاحب نے کہا کہ ان لاجز کے حوالے سے کروڑوں روپے ٹھیکیدار کے دینے ہیں۔ میرا سوال یہ بنتا ہے کہ آپ نے ان کے خلاف کیا قانونی کارروائی کی۔

جناب پریذائیڈنٹ آفیسر: جی وزیر صاحب۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب! سوال میں سمجھ گیا ہوں۔ دو جگہ پر آڈٹ ہوتا ہے۔ ایک کمیٹی کو متعلقہ محکمے کے سیکرٹری head کرتے ہیں۔ ہمارے تین paras ایسے تھے جو کہ PAC میں گئے تھے۔ ان تین paras میں جو recovery تھی، وہ ہمارے سابقہ اراکین سے کرنی تھی۔ اب اگر میں کسی پارٹی کا یا individual کا نام لوں گا تو کئی لوگ اپنی سیٹ سے اچانک کھڑے ہو جائیں گے۔ پھر کئی چیزوں کا خطرہ پڑ جائے گا۔ گزارش یہ ہے کہ ابھی بھی ہمارے کئی سابقہ معزز اراکین جو کہ entitled نہیں ہیں، وہ ایم۔ این۔ اے ہو سٹلر پر قابض ہیں۔ اس میں کچھ افسران بھی ہیں۔ ان کو ہم نے نوٹس دیے ہیں۔ ہم نے اپنے letters آپ کے چیئرمین اور اسپیکر صاحب کو بھیجے ہیں کہ ہمیں اجازت دیں کہ ہم ان کو اٹھا کر باہر پھینکیں۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ یہ حکم تو اسپیکر یا چیئرمین کی طرف سے آنا ہے۔ باقی جو ہمارا para تھا، اس میں ہم نے 70 فیصد recovery کر کے دو paras ختم کروادیے ہیں، ایک para, under discussion ہے اور وہ بھی صرف 20 لاکھ روپے کا ہے۔

جناب پریذائیڈنٹ آفیسر: معزز سینیٹر شہادت اعوان صاحب! ضمنی سوال پوچھیں۔ Nasir sahib, you are not

supposed to speak when the Member is asking a question. اسی سے

related دو ضمنی سوالات ہونے دیں۔

سینیٹر شہادت اعوان: جناب چیئرمین! اس میں میرا کہنا صرف یہ ہے کہ وہاں پر جو لاجز ہیں اور انہوں نے جو اسٹاف کی لسٹ دی ہے، اس میں لکھا ہے کہ 250 لوگ ان لاجز کے لیے تعینات ہیں، 150 ایک ہیں جبکہ 100 ایک ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ اب biometric start کر دیا گیا ہے اور اب یہ اس کا audit کریں گے۔ یہ خود مان رہے ہیں کہ PAC نے بھی اس معاملے کو take up کیا ہوا ہے۔ وہاں سب لوگ visa پر

گئے ہوئے ہیں اور وہ لوگ وہاں پر نہیں ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ ہاؤس کا مسئلہ ہے، یہ MNAs اور سینیٹرز کا مسئلہ ہے، اس کو کمیٹی میں بھیجیں تاکہ وہاں اس پر بات ہو سکے۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر: محترم وزیر برائے داخلہ اور انسداد منشیات۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب! ہماری گزارش سمجھ کیوں نہیں آتی۔ اس کے لیے ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے۔ ڈپٹی چیئرمین سینیٹ ہمارے سارے اسٹاف کو ادھر بلا کر بہت جھڑکتے ہیں، ایک ایک چیز کا جائزہ لیتے ہیں۔ تمام اراکین اس ہاؤس کمیٹی میں جایا کریں اور وہاں اپنی شکایات پیش کریں۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر: منسٹر صاحب! اس کے اوپر ویسے بھی بہت سارے لوگوں کے مسئلے مسائل ہیں۔ The question is referred to the Committee. Waqar Mehdi sahib, please settle down, the question has already been referred to the Committee. The question hour is over. سوال آپ کے پاس کمیٹی میں refer کر دیا گیا ہے۔ وہیں پر تشریح کریں۔ Abdul Qadir sahib, please settle down. Order in the House. ابھی ہم چھٹی کی درخواستیں لیں گے۔

Leave of Absence

Mr. Presiding Officer: Senator Naseema Ehsan has requested for the grant of leave for the whole 357th Session due to the personal engagements. Is leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Presiding Officer: Senator Asad Qasim has requested for the grant of leave for 23rd January 2026 during the 356th Session due to the personal engagements. Is leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Presiding Officer: Senator Dr. Zarqa Suharwardy Taimur has requested for the grant of leave for the 23rd January, 2026 during the 356th Session due to the personal engagements. Is leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Presiding Officer: Senator Shahadat Awan has requested for the grant of leave for 23rd January 2026 during the 356th Session due to the personal engagements. Is leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Presiding Officer: Senator Manzoor Ahmed has requested for the grant of leave for the whole 357th Session due to the personal engagements. Is leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Presiding Officer: Senator Qurat-Ul-Ain Marri has requested for the grant of leave for 16th, 20th and 23rd January during the 357th Session and 2nd February, 2026 due to the personal engagements. Is leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Presiding Officer: Senator Liaqat Khan Tarakai has requested for the grant of leave for the whole 357th Session due to illness. Is leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Presiding Officer: Senator Saeed Ahmed Hashmi has requested for the grant of leave from 2nd to 9th February, 2026 during the current Session due to the personal engagements. Is leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Presiding Officer: Senator Mohammad Ishaq Dar has requested for the grant of leave for 20th and 23rd January, 2026 due to official engagements. Is leave granted?

(Leave was granted)

جناب پریڈائنگ آفیسر: محترم لیڈر آف دی اپوزیشن۔ عبدالقادر صاحب! رولز کو follow کرنا چاہیے۔ ان کو ہم نے پہلے بتایا تھا کہ انہیں تقریر کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ عبدالقادر صاحب اگر آپ بلوچستان کے متعلق بات کرنا چاہ رہے ہیں تو وہ already موجود ہے۔ ہم بلوچستان کے معاملے کو already, Orders of the Day کے طور پر already, take up کریں گے۔ یہ معاملہ already, Orders of the Day پر موجود ہے۔ لیڈر آف دی اپوزیشن، پلیز۔

Point of clarification by Senator Raja Nasir Abbas, Leader of the Opposition

سینیٹر راجا ناصر عباس: جناب چیئرمین! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جب ہم قانون سازی اور قانون کی بات کرتے ہیں تو فلسفہ قانون یہ ہے کہ اس کے بغیر معاشرے چل نہیں سکتے، سسٹم نہیں چل سکتے۔ بغیر قانون کے لوگوں کو ان کے حقوق نہیں مل سکتے۔ قانون اس وقت مفید ہوتا ہے جب اس پر عمل ہو، rule of law ہو۔ بغیر rule of law کے کوئی چیز اپنی جگہ پر نہیں آ سکتی۔ پھر انسان جب کوئی عہد کرتا ہے، کسی بات کو ایک عہد کے طور پر قبول کرتا ہے، حلف اٹھالیتا ہے کہ میں آئین کے مطابق اپنی ذمہ داریوں کو انجام دوں گا تو گویا اس نے حلف اٹھا کر ایک عہد کر لیا ہے۔

اس انتہائی مقدس اور اہم ایوان کے اندر جو پاکستان کے عوام کی امیدوں کا مرکز ہے، چاہے قومی اسمبلی ہو یا سینیٹ ہو، میں آپ کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں لیکن اس سے پہلے ایک بات کروں گا۔ من رضی بفعل قوم، فاندہ منہم۔ جو بھی کسی قوم کے

فعل پر راضی ہو جائے، وہ انہی میں سے ہو جاتا ہے۔ اگر ظلم پر راضی ہو تو وہ ظالموں میں سے شمار ہوگا۔ اگر قاتلوں کے قتل پر راضی ہوگا تو وہ قاتل شمار ہوگا۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ایک مسلمان کسی ظلم، کسی زیادتی، کسی فساد، کسی کرپشن کے اوپر راضی ہو جائے۔ اس کا حساب کتاب انہی کے ساتھ ہوگا۔ جس کا خدا پر ایمان ہے اور قیامت کے دن حساب کتاب ہم سب کا ہوگا، ہم جو ابدہ ہوں گے اور اس دن کوئی ہماری جان نہیں چھڑا سکتا۔

میری گزارش یہ ہے، میں نے کل بھی کہا تھا جو بلوچستان میں ہوا ہے یا پورے پاکستان میں جہاں بھی دہشتگردی ہوتی ہے، دہشتگردی

کسی بھی ریاست کے اندر، کسی بھی حکومت کے اندر ہو، کسی کو اسلحہ اٹھانے کی اجازت نہیں ہے۔ ہم خود پورے پاکستان کے اندر احتجاج کرتے

رہے ہیں۔ جنازے رکھ کر بیٹھتے رہے ہیں، کبھی پتا بھی نہیں توڑا۔ (جاری)۔۔۔۔۔ (T09)

T09-3Feb2026

Abdul Razique/Ed: Irum Shafique

12:40 p.m.

سینیٹر راجا ناصر عباس: (جاری) ہم خود پورے پاکستان میں احتجاج کرتے رہے۔ جنازے رکھ کر بیٹھتے رہے ہیں لیکن کبھی ایک پتہ بھی نہیں توڑا۔ اگر public property کو نقصان پہنچائیں گے تو ضامن ہیں۔ اگر گناہ بھی کیا تو اس کے ضامن ہیں۔ اگر کسی عام بندے کی پراپرٹی کو نقصان پہنچائیں گے تو ایسا کر کے گناہ بھی کیا اور اس کا ضامن بھی ہیں۔ اس کا ازالہ کرنے کے لیے ہمارے خدا اور دین نے کہا ہے اور اس کا ہم نے جبران کرنا ہے لہذا ہم تو انتہائی پرامن احتجاج کرتے رہے ہیں اور کبھی دہشت گردوں کے ساتھ بیٹھے نہیں ہیں اور کبھی دہشت گردوں کی حمایت اور ہمدردی نہیں کی ہے۔ ہم تو پاکستان کے اندر victim رہے ہیں اور پاکستان کے عوام بھی victim ہیں۔ میں نے یہ بات کی تھی کہ بالآخر آپ پاکستانی ہیں اور میں بھی پاکستانی ہوں۔ یہاں کوئی blame game نہیں ہونی چاہیے کہ میں خدا نخواستہ ثابت کروں کہ Treasury Benches پر جو بیٹھے ہوئے ہیں، یہ دہشت گردوں کے ساتھی اور ان کے سرپرست ہیں یا وہ اس طرح سے کہیں۔ ملک انتہائی مشکل اور پریشان کن صورتحال کا شکار ہے۔ جب میں اس دن کے footages دیکھتا ہوں، دو گھنٹے، تین گھنٹے تک وہ بینکوں کو اڑا رہے ہیں اور لوگ تماشہ دیکھ رہے ہیں۔ انہیں کوئی روک نہیں رہا ہے اور وہ Red Zone تک پہنچ جاتے ہیں۔ میں کوئٹہ جاتا رہا ہوں۔ میرا بہت تعلق رہا ہے اور کم از کم 1982 کے بعد سے لے کر اب تک کوئٹہ کے ساتھ گہرا تعلق رہا ہے۔ شہر کے اندر داخل ہونے کے راستے دیکھ لیں وہ کتنے ہیں۔ میں نے یہ کہا تھا کہ براہ مہربانی وہ چیک کریں تاکہ خدا نخواستہ آئندہ ایسا حادثہ نہ ہو کہ وہ اس طرح شہروں کے اندر نہ گھس سکیں۔ چیک پوسٹیں ہوتی ہیں لیکن یہ کیسے گزرتے ہیں۔ کہیں تو negligence ہے۔ کہیں تو

کو تاہی ہے۔ کیا اس پر توجہ نہیں دینی چاہیے؟ ایک گھر کے اندر خدا نخواستہ کوئی ڈاکو گھس آئے تو ہم نہ دیکھیں کہ یہ کیسے گھسا تھا اور کیوں اس طرح سے ہو سکا۔ ڈاکہ ڈالنا بھی تو ظلم ہے اور اس کو بھی سزا ملنی چاہیے لیکن جو کئی تھی، کمزوری تھی اور کوتاہی تھی، اس کا بھی ازالہ ہونا چاہیے تاکہ آئندہ ایسا نہ ہو سکے۔

جناب! میں نے یہ عرض کیا تھا کہ اس پر باقاعدہ تحقیقات ہونی چاہیے اور جس نے قصور کیا ہے، اس کو سزا دینی چاہیے اور جس نے وطن کا دفاع کیا اور لوگوں کو بچایا، اس کو میڈل دینا چاہیے۔ لہذا یہ بات واضح بات میں سے ہے اور blame game یہاں نہیں ہونی چاہیے اور کم از کم یہاں نہیں ہونی چاہیے۔ واللہ اگر blame game کریں گے تو حقیقت چھپ جائے گی اور لوگوں تک حقائق نہیں پہنچیں گے۔ ہم کچھ کر بھی نہیں سکیں گے۔ آپس میں لڑتے رہیں گے اور دست و گریبان رہیں گے لہذا میں پھر ان سے یہ تقاضا کرتا ہوں جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ دوسری بات میں نے یہ کی تھی کہ تمام stakeholders کو بٹھائیں اور مسائل کے حل اور امن وامان کے لیے بات کریں۔ یہ کوئی غلط بات ہے کہ سب stakeholders کو بٹھا کر بات چیت کی جائے۔ جہاں تک مجھے یاد آ رہا ہے تو جب نواز شریف صاحب کی حکومت تھی تو اس وقت بھی اس طرح کے واقعات تھے۔ اس میں طے ہوا تھا کہ جو elders ہیں، وہ بات کریں گے۔ ڈاکٹر مالک اور دیگر لوگوں پر مشتمل ایک کمیٹی بھی بنی تھی کہ ہم بعض لوگوں سے بات چیت کریں گے تاکہ ان حالات کو ٹھیک کریں۔ دہشت گردی کا راستہ روکنے کے لیے ہمیشہ بات چیت بھی جاری رہتی ہے اور ساتھ میں ذمہ داری بھی انجام دی جاتی ہے۔ یہ سیکورٹی فورسز کی بھی support ہوگی اور ان کا بوجھ بھی کم ہوگا۔ اس لیے میں پھر یہ request کرتا ہوں کہ ان چیزوں کی طرف توجہ دیں کیونکہ یہ blame game کی جگہ نہیں ہے۔ میں نے یہاں پر عرض کیا تھا کہ میں کبھی کوئی ایسی بات نہیں کروں گا کہ جس سے خدا نخواستہ کسی پر تہمت لگے، کسی کی اہانت کروں، کسی کی توہین کروں یا کسی کی تذلیل کروں۔ ایسا نہیں کروں گا کیونکہ میں یہاں کر لوں گا لیکن میں خدا کو جوابدہ ہوں۔ جو مجھے پتا ہے، میرا یقین ہے کہ وہ سچ ہے تو وہ بولوں گا۔ دوسری بات کہ دیکھیں میں نے کل بھی کہا تھا کہ قرآن میں بھی کہا گیا ہے واھذا البلاد الامین۔ قسم ہے اس شہر کی جو امن والا ہے یعنی شہر امن کی خدا قسم کھاتا ہے۔ امن اتنا اہم ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا ہے کہ خدا اس مکہ کو شہر امن بنا دے۔ امن انسانی معاشروں کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر انسانی معاشرے رشد نہیں کرتے۔ جہاں بد امنی ہوتی ہے، وہاں قتل و غارت گری ہوتی ہے، فساد ہوتا ہے اور حق پامال ہوتا ہے اور ہم یہ دیکھ

رہے ہیں۔ جنہوں نے بدامنی دیکھی ہے، ان سے پوچھے کہ وہ کس حال میں رہتے ہیں کیونکہ ہم تو یہاں بالآخر بہتر حلقوں میں رہ رہے ہیں۔

جناب! کافی پہلے کی بات ہے۔ میں ایک بندے کو جانتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں جب ہمارے گھر پر حملہ ہوا تو میری بیٹی کو گولی لگی۔ ہم بھاگے اور میں بیٹی کا جنازہ نہیں اٹھا سکا۔ بدامنی آگ ہے آگ جو ہر چیز کو کھا جاتی ہے۔ لہذا ہمیں اس پر نہ خوش ہونا چاہیے اور نہ ہی ایک دوسرے کو گرانے کے لیے leg pulling کرنی چاہیے۔ ہمیں اصل چیز پر آنا چاہیے۔ آپ جب کسی کو harass کرتے ہیں، اس کے لیے بدامنی پیدا ہوتی ہے۔ Illegal کسی کو اٹھاتے ہیں، بدامنی پیدا ہوتی ہے۔ کسی گھر میں illegally گھستے ہیں تو بدامنی پیدا ہوتی ہے۔ چیک پوسٹ پر کسی کو روکنا آپ کا حق ہے لیکن جب اسے روک کر اس کی توہین کرتے ہیں تو بدامنی پیدا ہوتی ہے۔ میرے ساتھ خود گارڈز تھے۔ مجھے چیک پوسٹ پر روک لیا گیا۔ ہمارے پاس سارا لائسنسی اسلحہ تھا۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ کے پاس گارڈ رکھنے کی کوئی اجازت ہے؟ میں نے کہا میرے بیٹے مجھے تو نہیں پتا تھا کہ ڈی سی سے اجازت لینی ہے۔ انشاء اللہ آئندہ اجازت لوں گا اور ابھی آپ ہمیں جانے دیں۔ بالآخر اگر یہ ایک قانون ہے تو میں اسے violate نہیں کروں گا۔ Law of the land پر ایسے ہی عمل کرنا چاہیے جیسے نماز پر عمل کیا جاتا ہے اور نماز پڑھی جاتی ہے۔ یہ اتنا اہم ہے۔ اگر آپ law of the land کو violate کریں گے تو ملک جنگل بن جائے گا اور یہ معاشرہ نہیں رہے گا۔ جناب چیئرمین، عمران خان صاحب پاکستان کا پاپولر سیاسی لیڈر ہے۔ کوئی مانے یا نہ مانے دنیا مانتی ہے۔ میں آپ کے سامنے ہوں۔ میں دنیا کے مختلف ممالک گیا ہوں۔ پاکستانی اور غیر پاکستانی ان کا پوچھتے ہیں۔ ایک پاکستانی ہونے اور زندان میں قیدی ہونے کے ناطے ان کے حقوق ہیں۔ میری نظر میں وہ ایک ظالمانہ اور غیر قانونی قید میں ہیں۔ ان کے حقوق ہیں۔ اس سے پہلے بھی ہمارے سیاستدان جیلوں میں رہے ہیں۔ انہیں ان کے حقوق ملے ہیں۔ جب وہ بیمار ہوئے ہیں تو ان کا علاج ہوا ہے اور ان کی مرضی کے ڈاکٹر سے علاج ہوا ہے۔ میرا ایک سوال ہے کہ مجھے بتلایا جائے کہ عمران خان کو ان کے اس حق سے کیسے محروم کیا گیا ہے؟ ان کی فیملی کو کیوں نہیں بتلایا گیا؟ ان کے جو مورد اعتماد ڈاکٹرز ہیں، Courts نے بھی فیصلے دیے کہ ان کے ڈاکٹر سے چیک کرایا جائے لیکن 14 یا 16 مہینے گزر گئے ہیں لیکن check-up نہیں کروایا گیا ہے۔ یہ جرم سرزد ہوا ہے۔۔۔

(اس دوران ایوان میں اذان مغرب سنائی دی)

Mr. Presiding Officer: Yes, Leader of the Opposition. Please, wind up.

سینیٹر راجا ناصر عباس: جی بس میں wind up کر رہا ہوں۔ تو یہ ان کا بنیادی حق ہے۔ دیکھیں پورے ملک میں لوگوں میں بے چینی پیدا ہے۔ پاکستان کے عوام کو heal کرنے کی ضرورت ہے۔ انہیں stress and depression سے نکالنے کی ضرورت ہے۔ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کو پریشان نہ کرنا، stress and depression میں ڈال کر مشکلات کھڑی نہ کرنا، harass کر کے پریشان نہ کرنا اور بد امنی پیدا نہ کرنا۔ عمران خان صاحب کا یہ بنیادی حق ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ ان کو نہیں ملا ہے۔ ایک انتقامی صورتحال سامنے آتی ہے جب ان سے ملاقات نہیں کرنے دی جاتی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ سیاسی بیان دیتے ہیں۔ مجھے بتائیں کہ سیاست دان سیاسی بیان نہیں دے گا تو کیا کرے گا۔ پھر الیکشن میں اس کی پارٹی پر آپ ban لگائیں اور اس کا election symbol چھین لیں۔ جس طرح سے 8 فروری 2024 کا الیکشن لڑا گیا، کس طرح سے لوگوں نے ووٹ ڈالے۔ پھر اس کا result بدل دیا جائے تو انسان کو غصہ آتا ہے۔ ان کو آپ جیلوں میں ڈالیں تو غصہ آتا ہے۔۔۔ (---- جاری T10)

T10-03Feb2026

Babar/Ed:Waqas

12:50PM

سینیٹر راجا ناصر عباس (قائد حزب اختلاف): (جاری۔۔۔) آٹھ فروری کو کس طرح لوگوں نے ووٹ ڈالے، پھر اس کا رزلٹ بدل دیا جائے، اس پر انسان کو غصہ آتا ہے۔ ان کو جیلوں میں ڈال دیں، اس پر بھی غصہ آتا ہے۔ پھر میں یہ پوچھوں کہ ان کی wife سے ملاقات کیوں نہیں ہونے دی جاتی؟ وہ کون سا سیاسی بیان دیتی ہیں؟ ان کے گھر والے کون سے سیاسی بیانات دیتے ہیں؟ یہ انتقامی کارروائی ہے، جو خلاف قانون ہے، illegal ہے، پاکستان کے آئین کے خلاف ہے، اور یہ ظلم ہے۔ please اس کو روکیں۔ ان کا جو حق ہے، آپ جانتے ہیں ان کا حق، میرا بھی اس آنکھ کا مسئلہ ہے میں آنکھ کے درد اور بیماری کو جانتا ہوں۔ اس وقت ان کی آنکھ سے artery کے ذریعے جو خون جا رہا ہے، وہ واپس نہیں آ رہا۔ ان کی آنکھ ضائع ہو سکتی ہے، ان کے لیے مشکلات کھڑی ہو سکتی ہیں۔ تو ہونا تو یہ چاہیے کہ آپ کھلے دل کے ساتھ ان کی مرضی کے doctor سے چیک اپ کرائیں۔ آپ ان کو PIMS لے کر آئیں۔ اگر security کا مسئلہ ہے تو PIMS لانا security کا مسئلہ اس وقت نہیں تھا۔ ہمارے ایک معزز اور محترم بھائی نے کہا کہ اڈیالہ جیل میں ایک بہت زبردست hospital ہے۔ میرے خیال میں اس طرح کی باتیں نہیں ہونی چاہئیں۔ وہاں سہولتیں موجود نہیں ہیں۔ پاکستان میں گولیاں لگنے کے بعد بھی وہ باہر نہیں گئے۔ جب وہ گرے تھے اور چوٹ لگی تھی، تو انہوں

نے پاکستان میں ہی علاج کرایا۔ وہ کبھی پاکستان سے باہر علاج کرانے نہیں گئے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ انہیں پاکستان سے باہر بھیجا جائے، لیکن ان کے جو doctors ہیں، جن پر انہیں اعتماد ہے، اور جن پر ان کی family کو اعتماد ہے، وہاں ان کا چیک اپ کرانے میں کیا حرج ہے؟ کوئی مسئلہ ہو جائے گا؟ آسمان زمین پر گر جائے گا؟ میں نے پہلے بھی آپ کے وزراء سے ایک meeting میں کہا تھا کہ پاکستان سیاستدانوں نے بنایا تھا، عوام کے ساتھ مل کر، اور سیاستدان ہی اسے عوام کے ساتھ مل کر چلاتے ہیں۔ اگر کوئی بھی political power encroachment کے ساتھ مل کر، اور سیاستدان ہی اسے عوام کے ساتھ مل کر چلاتے ہیں، اس کے مقابلے کے لیے ہمیں اپنے اندر طاقت پیدا کرنی چاہیے۔ ہمیں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہیے۔ ہم آپ کا ساتھ دیں گے، اپنے آپ کو کمزور نہ سمجھیں۔ لہذا ضروری ہے کہ اس پر توجہ دی جائے۔ جناب چیئرمین صاحب!

Mr. Presiding Officer: Leader of the Opposition please wind up.

سینئر راجا ناصر عباس: میری گزارش ہے کہ ہمیں بھی عمران خان صاحب کے ساتھ ملاقات کرائی جائے۔ آپ Treasury Benches کے دو تین سینٹرز کو اور دو تین سینٹرز اپوزیشن سے بھیج دیں، وہ جا کر مل لیں۔ پورے پاکستان میں اس وقت ایک مشکل صورت حال ہے، لوگ پریشان ہیں۔ ہم توجہ کیوں نہیں دیتے؟ ہم لاپرواہی کیوں کرتے ہیں؟ اگر ہم اس طرح نظام اور حکومت چلائیں گے تو یہ نہیں چلنے والا۔ جیسی ابھی صورت حال ہے اس کی۔ میری گزارش یہ ہے کہ آپ please یہاں پر بھی کوئی order pass کریں، مجھے نہیں پتہ، کوئی قدم اٹھائیں، لیکن عمران خان صاحب کے ساتھ ہماری ملاقات کرائی جائے۔ آپ کے دو سینٹرز، دو ہمارے سینٹرز ہو جائیں جا کر مل لیں اور دیکھ لیں، ان کی family کو access دی جائے، ان کے doctor کو access دی جائے۔ وزیر قانون نے بتایا کہ سینٹرز جیل جا کر visit کر سکتے ہیں۔ میں کہتا ہوں، اسی بہانے آپ جیل کے hospital کا بھی visit کریں، وہاں جو بیمار لوگ پڑے ہوئے ہیں ان کو بھی دیکھیں، کیونکہ ان کے بھی حق ہیں، آئیں مل کر چلتے ہیں وہاں، تاکہ کم از کم ہم اپنی ذمہ داریوں کو اچھی طرح نبھائیں، کل جو اب خدا کی بارگاہ میں دینا ہو گا۔ یہ نہ ہو کہ ہم سے پوچھا جائے کہ آپ کے پاس power تھی، زیادتی ہو رہی تھی، آپ کیوں سوئے ہوئے تھے؟ کیوں نہیں بولے؟ کیوں قدم نہیں اٹھایا؟ میں کہتا ہوں، اگر کوئی ظالم ہو یا قاتل ہو، اس کے بھی جو حق ہوتے ہیں وہ اسے ملنے چاہئیں۔ ظالم پر بھی ظلم نہیں ہونا چاہیے۔

فرعون کے ساتھ بھی ظلم نہیں ہونا چاہیے۔ اسے اس کے جرم کی سزا ملنی چاہیے۔ اگر ہم اچھا ماحول نہیں بنائیں گے تو پاکستان میں ہم نہیں ہونگے کوئی اور ہونگے۔ اگر ہم ایک اچھی روایت قائم کر کے چلے جائیں گے تو آئندہ آنے والے آگے بڑھیں گے، ورنہ ہم یہیں الجھے رہیں گے۔

Mr. Presiding Officer: Leader of the Opposition please wind up.

سینیٹر راجا ناصر عباس: کہا جاتا ہے کہ، 2018 میں دھاندلی ہو گئی تھی۔ میں تو اس وقت سیاست میں نہیں تھا، نہ مجھے سیاست کا علم تھا، نہ میں نے الیکشن لڑا۔ لیکن 2024 کے بارے میں یہ کہنا کہ چونکہ 2018 میں ہوئی تھی اس لیے اب بھی ہوئی ہے، یہ دراصل اعترافِ جرم ہے، اور یہ نہیں ہونا چاہیے۔ یہاں بیٹھ کر علماء سے پوچھیں (عربی) اگر کوئی اعتراف کرتا ہے اپنے بارے میں تو وہ پھر اس کا جواب دہ ہے۔ اس طرح نہ کہیں کہ چونکہ 2018 میں ہوئی تھی، اس لیے 2024 میں بھی ہوئی۔ کیونکہ یہ بات کہنا دراصل جرم کا اعتراف ہے، اور وہ بھی پاکستان کے سب سے اعلیٰ ایوان میں۔

جناب پریزائیڈنٹ آفیسر: علامہ صاحب، Please wind up کریں۔

سینیٹر راجا ناصر عباس: رانا صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، وزیر قانون صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ قانون کی بھی خلاف ورزی ہے۔ رانا صاحب، توجہ دیں، معاملات کو heal کرنے کی طرف لے کر جائیں تاکہ ہم مل کر کام کر سکیں اور پاکستان کے لیے آگے بڑھ سکیں۔ ان چیزوں سے نکلیں، سیاستدان ایک دوسرے کا گریبان نہ پکڑیں۔ تماشہ یہ ہے، اور وہ لوگ تماشہ دیکھتے ہیں جو پھر ہم کمزور ہو کر ان کے پاؤں میں جا کر گر پڑتے ہیں۔ ہمیں کھڑا ہونا چاہیے۔ آئین نے، پاکستان کے عوام نے، اور پارلیمنٹ نے ہمیں حق دیا ہے کہ ہم اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر اپنی ذمہ داریوں کو انجام دیں اور جو آئین اور قانون کہتا ہے اس کے مطابق چلیں۔ کوئی نہیں کہتا کہ illegal یا خلاف آئین کام کریں، لیکن اگر آپ توجہ نہیں دیں گے تو اس کا مطلب ہے کہ ہم نہیں چاہتے کہ اس ایوان کے اندر بھی پر امن طریقے سے معاملات کو آگے بڑھنے دیں۔ پھر شور ہوگا، ہنگامہ ہوگا اور ہم کریں گے، پھر ہم سے گلانہ کرنا پھر۔ اگر ایسا نہیں کریں گے اور ہمارا ساتھ نہیں دیں گے ایک ایسا شخص، جو اس پارٹی کا لیڈر ہے۔

جناب پریزائیڈنٹ آفیسر: علامہ صاحب، Please wind up کریں۔

سینیٹر راجا ناصر عباس: جس کے لوگ یہاں موجود ہیں۔ نواز شریف صاحب بیمار ہوئے، تو عمران خان صاحب نے اپنی کابینہ میں ان کے لیے دعا کروائی تھی۔ ان کی جانب سے ڈاکٹر یا سیمین راشد صاحبہ، جو جیل میں illegal سرٹھ رہی ہے، ان کی صحت کے بارے میں رپورٹ کرتی تھیں۔ اس لیے مہربانی کر کے ان معاملات کو اس انداز میں نہ لیا جائے، کہ کل خدا نخواستہ ہم یہاں بھی ایک دوسرے کا گریبان پکڑنے پر مجبور ہو جائیں اس لیے ضروری ہے کہ ان معاملات کو settle کیا جائے اور handle کیا جائے۔ یہ مسئلہ صرف ایک شخص کا نہیں، یہ پاکستان کے عوام کا مسئلہ ہے، اور ایک family کا مسئلہ ہے۔ اس کا جو حق ہے، جو اس سے چھینا جا رہا ہے، وہ واپس کیا جائے۔ آپ جو بھی جواب دیں گے، مجھے معلوم ہے، میں اس کا جواب دے سکتا ہوں، لیکن میں نہیں چاہتا کہ بات اس حد تک جائے کہ کسی کی تحقیر ہو۔ واللہ بخدا، اگر نیت خراب ہو تو بات اپنا اثر اور معنی کھو بیٹھتی ہے۔ نیت اگر کسی کو خراب کرنے کی ہو تو خدا سے بھی خراب کر دیتا ہے۔ لہذا میری گزارش ہے کہ آپ توجہ فرمائیں اور اس مسئلے کے حل میں ہمارا ساتھ دیں۔

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. Before i asked the Minister for Law and Justice. This House welcomes the delegation from Pakistan Youth Parliament Lahore who are seated in the visitors' gallery.

Senator Syed Ali Zafar

سینیٹر سید علی ظفر: یہ معاملہ جو Leader of the Opposition نے اٹھایا ہے، یہ انسانیت کا معاملہ ہے، Human Rights کا معاملہ ہے، بنیادی حقوق کا معاملہ ہے۔ یہ صرف ایک فرد کا نہیں، یہ ایک National issue ہے۔ جب ہم Human Rights کی بات کرتے ہیں تو ہم سب پر فرض ہے کہ اس پر عمل درآمد کریں۔ خان صاحب کا ایک procedure ہوا، جس کا انکشاف حکومت نے ہی کیا۔ کہ ہاں ہم نے کیا procedure چھپ چھپا کر PIMS hospital لے کر آئے اور پھر وہاں سے واپس لے گئے۔ ہم نے درخواست کی کہ خان صاحب کے اپنے doctors اور eye experts سے ملاقات کرائی جائے تاکہ وہ investigation کر سکیں۔ اگر واقعی یہ چھوٹا procedure ہے تو قوم satisfy ہو جائے گی، ورنہ خدشہ ہے کہ یہ ایک serious معاملہ ہے۔ ان کے doctors سے ملاقات نہیں کرائی گئی۔ انہوں نے ایک video بیان دیا، جس میں medical terms کے ذریعے بتایا جو میں نہیں جانتا کہ یہ بڑا serious معاملہ ہو سکتا ہے خدا نخواستہ آنکھ کو permanent نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔ انہوں نے recommend کیا کہ ہم دو

experts ہیں ان کا نام دیا اور کہا کہ ہمیں access دی جائے تاکہ وہ خود investigation کر سکیں کہ کیا مسئلہ ہے۔ بعد میں PIMS کی report آئی، تو میری خان صاحب کے doctors سے اور کچھ experts سے ملاقات ہوئی PIMS کی رپورٹ کے بعد مگر experts نے کہا کہ وہ اس report سے satisfied نہیں ہیں۔ میری درخواست ہو گی کہ انسانیت، بنیادی حقوق اور انسانی حقوق کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے کم از کم دو expert doctors کو رسائی دی جائے تاکہ وہ خان صاحب کا معائنہ کر سکیں۔ یہ میں قصہ سناؤں آپ کو کہ جب نواز شریف صاحب کو سزا ہوئی تھی اور اچانک ان کے platelets کا مسئلہ سامنے آیا تو کچھ سوالات اٹھے کہ hospital کی جیل میں جو setup ہے وہی ٹھیک ہے وہی enough ہے کچھ نہیں ہوتا چونکہ وہ جیل میں ہیں تو انکو جیل میں رہنے دیں، تو میں نے خود اس وقت یہ بات کی اور خان صاحب نے بھی یہ بات کی کہ جب معاملہ انسانیت اور انسانی حقوق کا ہو تو سیاسی اختلافات کو ایک طرف رکھ کر ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ ایک شخص جو کہ ex-Prime Minister ہے ان کا proper علاج ہونا چاہیے۔ اور اگر علاج نہیں ہوتا تو ہسپتال لے کر جایا جائے اور اس کے بعد انہوں نے ایک doctor نہیں experts doctors کو بھیجا۔ (جاری۔۔۔۔)

T11-3Feb2025

Naeem Bhatti/ED; Waqas

1:00 pm

سینئر سید علی ظفر: (جاری۔۔۔۔) اس کے بعد انہوں نے ایک doctor نہیں expert doctors کو بھیجا۔ نواز شریف صاحب کے اپنے doctors کو بھی اجازت تھی کہ وہ جا کر ان کو دیکھیں اور پھر ultimately وہ باہر بھی چلے گئے، وہ ایک الگ کہانی ہے۔ کم از کم جہاں تک انسانیت کا اور بنیادی حقوق کا، آئین کا اور قانون کی حکمرانی کا معاملہ ہے وہ تقاضے ہم نے پورے کیے، Law Minister صاحب بھی ہیں، رانا صاحب بھی ہیں اور مجھے genuine respect ہے کہ یہ لوگ rule of law کی بات کرتے ہیں، انسانیت کی بات کرتے ہیں، خود ان پر کافی کچھ اپنے زمانے میں گزرا ہے۔ میں اس وقت سیاسی بات نہیں کر رہا، میں اس وقت ایک بہت simple بات کر رہا ہوں، simple بات یہ ہے، request ہے کہ کم از کم ان کے doctors کو آج ہی آپ جانے دیں۔ میری دوسری request Chair سے ہے، آپ ایک طرح سے Supreme Court of Pakistan سے بھی اونچے ہیں جب آپ اس chair پر بیٹھے ہیں، آپ PIMS کو kindly direct کریں کہ پوری report آپ تک پہنچائیں تاکہ وہ ہم public سے share کر سکیں۔ یہ آپ کے پاس اختیار ہے اور ہم چاہیں گے کہ آپ اپنا یہ اختیار استعمال کرتے ہوئے PIMS سے ابھی رپورٹ منگوائیں، ابھی 15 منٹ میں وہ ساری reports ادھر آسکتی ہیں، آپ

ابھی order فرمائیں۔ حکومت سے میری یہ request ہے کہ میری اس speech کے بعد ابھی وہ کہیں گے کہ ہم تیار ہیں، ان doctors کے ساتھ ہمارے دو سینیٹرز کو بھی اجازت ہو کہ وہ بھی visit کر لیں اور دیکھ لیں، یہ میری request ہے۔

جناب پریذائیڈنٹ آفیسر: وزیر برائے قانون و انصاف۔

Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (وفاقی وزیر برائے قانون و انصاف): بہت شکریہ۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنٹ آفیسر: وزیر صاحب بات کر رہے ہیں اور آپ کے parliamentary leader کا ہی جواب دے رہے ہیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میری گزارش ہے کہ Leader of the Opposition کوئی discipline ہی پیدا کر دیں، تھوڑی مہربانی کر دیں۔ کچھ باتیں کی گئی ہیں، میں ان کا سنجیدہ جواب دینا چاہتا ہوں۔

Mr. Presiding Officer: Order in the House please.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: بلاشبہ آئین پاکستان، پاکستان میں رہنے والے ہر شخص کو حقوق دیتا ہے اور ان حقوق کا نفاذ بھی کسی قانون اور ضابطہ کے تحت ہوتا ہے۔ آپ اس حقیقت کو مانیں یا نہ مانیں بہر کیف ایک legal process کے ذریعے سو سال پر محیط ایک full fledged trial جو open trial تھا جس میں سب شرکت کرتے رہے ہیں، اس trial کے نتیجے میں سابق وزیر اعظم کو NAB کے ایک anti-corruption case میں سزا ہوئی اور وہ یہ سزا بھگت رہے ہیں۔ اب اس حقیقت کو ہم مانیں یا نہ مانیں یہ ایک حقیقت ہے اور وہ اس وقت confined prisoner ہیں under trial بھی نہیں ہیں۔ میری بات سن لیجیے گا کہ میں نے حد ادب کبھی cross نہیں کی، آج بھی نہیں کروں گا، میں کچھ حقائق ہیں جو آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ ایک دوسرے مقدمے میں بھی جو value under ہیرے جواہرات set خریدنے کا case تھا، وہ ساڑھے سات کروڑ یا ساڑھے آٹھ کروڑ کی چیز تھی اسے 62، 60 لاکھ کا show کر کے قومی خزانے سے آدھی قیمت پر حاصل کر لیا گیا۔ Trial میں یہ ثابت ہوا کہ وہ چار یا ساڑھے چار کروڑ کا تھا، یہ دو حقائق ہیں کہ ان دو مقدمات میں انہیں سزا ہو چکی ہے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنٹ آفیسر: دوست محمد صاحب! please order in the House, جب آپ کے لیڈر بول رہے تھے، اب کم از کم سن لیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: بہت سارے cases مکمل ہو چکے ہیں یہ بھی کسی روز ہو جائیں گے۔ جہاں تک ان کی صحت کا تعلق ہے، بالکل یہ ریاست کی بھی ذمہ داری ہے، سب سے بڑی ذمہ داری ہے کہ جو under trial prisoner ہوتا ہے اس کی custody Trial Court سے regulate ہوتی ہے، وہ ریمانڈ دیتی ہیں judicial remand چودہ چودہ روز کا ہم روزانہ سنتے ہیں۔ جو پولیس کی حراست میں ہوتا ہے اس کی ذمہ داری area Magistrate کی ہوتی ہے custody ان کی ہوتی ہے اور انہوں نے پولیس کو دی ہوتی ہے۔ تیسری صورت ہے convicted prisoner جو appeal میں چلا گیا ہو تو وہ custody Appellate Court سے regulate ہو رہی ہوتی ہے، this is the legal position، علی ظفر صاحب کو اس بات کا اچھی طرح پتا ہے۔ سرکار نے یہ ensure کرنا ہے کہ جو jails ہیں وہ محفوظ ہوں اور ان میں جو بنیادی سہولتیں ہیں وہ پوری ہوں۔ ان کے کسی حق کی تلفی کی جو شکایت ہے، کسی facility کے نہ ملنے کی شکایت ہے وہ دو authorities ہیں ایک Jail Superintendent ہے، اگر آپ اس سے متفق نہیں ہیں، اس سے satisfy نہیں ہیں تو پھر آپ کی متعلقہ عدالت ہے جو کہ اس case میں Appellate Court ہے۔ Islamabad High Court.

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میں یہی عرض کر رہا ہوں میری بات تو سن لیں، مولانا صاحب میں بالکل خاموشی سے آپ لوگوں کو ہمیشہ سنتا ہوں۔

Mr. Presiding Officer: Order in the House please.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: ایک legal remedy یہ ہے ان کے پاس کہ جہاں پر یہ چیزیں regulate ہو رہی ہیں وہاں پر ہوں۔ اب توجہ دلوائی گئی کہ گزشتہ دنوں ان کی آنکھ میں کوئی تکلیف تھی، اس کی بابت treatment کے لیے ان کو PIMS میں لایا گیا۔ یہ حقیقت ہے کہ PIMS ایک tertiary care institution ہے۔ اسلام آباد کے جو public sectors کے institutions ہیں ان میں سے بہترین

hospital ہے اور میری اطلاع کے مطابق I am stating on the floor of the House کہ اس کے لیے عمران خان صاحب نے خود consent دی تھی، یہ کام Adiala Jail کے hospital میں ہو سکتا تھا، انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ میری یہ treatment hospital میں کروائی جائے۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: آپ خود ان سے بات کر لیں علی ظفر صاحب! آپ خود انہیں کہہ لیں، آپ کا اخبار میں نام آجائے گا کہ آپ نے اس پر احتجاج کیا تھا اور وہ اطلاع بھی پہنچا دی جائے گی۔ I don't worry کے لیے ED PIMS نے press conference کی، اس میں انہوں نے یہ سارے حقائق بیان کیے، میں record کی بات کر رہا ہوں، جو occlusion کا ہوتا ہے، آنکھ میں blood circulation ساٹھ سال کی عمر کے بعد ایک انتہائی common issue ہے، بہت سارے لوگوں میں آتا ہے اور وہ الحمد للہ 74 سال کے ہیں۔ ان کا یہ مسئلہ پیدا ہوا، اس مسئلے کی تشخیص ہوئی، تشخیص کے بعد ایک injection لگتا ہے اور وہ کئی لوگوں کو لگے ہوئے ہیں، اس injection کے لیے انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ مجھے آپ PIMS میں لے جائیں، وہاں پر یہ کروائیں اور میری information کے مطابق انہوں نے یہ بھی کہا کہ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ law and order یا کچھ ایسا ہوتا ہے تو آپ شام کے بعد کا کر لیں، وہ treatment انہیں administer کی گئی۔ PIMS کے doctors کے board نے انہیں دوبارہ examine کیا ہے اور وہ کہتے کہ الحمد للہ اس میں اچھی پیش رفت ہے۔ یہ ساری چیزیں جو ہیں، report کے مندرجات ہیں، جو diagnosis ہے اور جو اس کی treatment ہے، میں بھی یہاں پر repeat کر رہا ہوں اور جو relevant شخص ہیں قانون ضابطے کے مطابق PIMS کے Executive Director Dr. Rana Imran نے یہ باتیں ایک press release and press conference کے ذریعے ساری بیان کر دی ہیں۔ دوبارہ بھی اگر کوئی ایسا معاملہ آیا تو ان کو یہ ساری سہولیات قانون اور ضابطے کے مطابق دی جائیں گی، وہ ان کے بنیادی حقوق ہیں اور ہم سمجھتے ہیں ہونے چاہئیں۔

جناب والا! Leader of Opposition نے کہا کہ جو ماضی میں ہوا، میں اس وقت نہیں تھا جو آج ہو رہا ہے اس کی درنگی کریں۔ میں نے صرف آپ کو ایک یہ بتایا ہے کہ عمران خان صاحب کو ایک معاملہ diagnose ہوا، اس diagnosis کے نتیجے میں انہوں نے خود choose کیا کہ مجھے jail hospital کی بجائے یہی PIMS injection میں لے جا کر لگوا یا جائے جو کہ best hospital ہے

اسلام آباد کا، انہیں وہاں پر یہ کر دیا گیا۔ رانا ثناء اللہ صاحب یہ بیٹھے ہیں میرے پہلو میں، جب انہیں جھوٹے case میں پکڑا گیا منشیات، heroine کے جو کہ بعد میں عدالت نے اٹھا کر باہر پھینکا، اس سے 9 روز پہلے انہیں آنکھ کا فالج ہوا تھا اور میں گواہ ہوں اس بات کا، میرا ان سے بہت پرانا تعلق بھی ہے، ان کا وکیل بھی رہا، ہم profession میں 12 سال اکٹھے ہمسائے رہے ہیں۔ ان کی گرفتاری کے بعد Magisterial Court میں پوری تگ و دو کے بعد گیا، مجھے بھابھ نے شام کو بتایا کہ ان کا یہ سنگین مسئلہ ہے اور یہ further علاج کے لیے لاہور سے آغا خان کراچی جا رہے تھے۔ مجسٹریٹ صاحب کو میں نے بتایا کہ انہیں 9 یا 10 روز پہلے آنکھ کا hemorrhage ہوا ہے، اس وقت بھی ان کی آنکھ میں سرخی تھی، مجسٹریٹ صاحب نے آئیں بائیں شائیں کر کے انہیں judicial کر دیا۔ میں نے چار دفعہ یہ orders لیے تھے، 6 مہینے کچھ روز یہ پابند سلاسل رہے، جون اور جولائی کی گرمیاں تھیں، ۵۲ ڈگری پر ان کا temperature record کیا جاتا تھا کیونکہ concrete کا cell تھا، جیل کے صحن میں جہاں پر ان کو confine کیا گیا اور زمین پر سلاتے تھے۔ اس medical condition میں اس وقت کے وزیراعظم پاکستان کی ہدایت پر کیونکہ انہوں نے TV پر کھڑے ہو کر کہا تھا کہ مونچھوں سے پکڑ کر کھینچوں گا اور میں گھسیٹوں گا۔۔۔

(جاری---T/12)

T12-03FEB2026

Taj/Ed. Iram

01:10 p.m.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: (جاری---) کیونکہ انہوں نے ٹی وی پر آکر کہا تھا کہ میں مونچھوں سے پکڑ کر کھینچوں گا، گھسیٹوں گا اور یہ کروں گا۔

انہیں even جیل ڈاکٹر تک رسائی نہیں دی گئی۔ تو یہ باتیں نہ کریں۔ یہ ہو گئیں۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: یہ جواب ہے جناب۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ جواب اس لیے ہے کہ اب آپ comparison کر لیں۔۔۔

Mr. Presiding Officer: Order in the House, please.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میرا وزیراعظم، علامہ مجھے بات تو مکمل کرنے دیں، مکمل بات سنیں۔

Mr. Presiding Officer: Allama Sahib, please.

(Interruption)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: مکمل بات سنیں۔ بٹ صاحب! ایک سیکنڈ۔

Mr. Presiding Officer: Butt Sahib, please settle down.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میں صرف یہ عرض کر رہا ہوں کہ میرے وزیر اعظم نے تو کبھی نہیں کہا کہ عمران خان کو طیبی سہولتیں نہ دی جائیں۔ میرے وزیر اعظم نے تو اپنے وزیر اطلاعات کو، ابھی وہ یہاں پر بیٹھے تھے، کو کہا جا کر بتائیں کہ کیا معاملہ تھا۔ میرے وزیر اعظم نے سیکرٹری صحت کو direct کیا PIMS Executive Director سے کہیں کہ وہ پریس کانفرنس کریں کیونکہ وہ وفاقی حکومت کا ملازم ہے اور وہ یہ ساری باتیں وہاں پر بتائے کہ معاملہ کیا تھا۔ میرے وزیر اعظم نے کبھی نہیں کہا کہ فلاں اترو دو اور فلاں لگو دو۔۔۔

جناب پرنسپل ایڈمنسٹریٹنگ آفیسر: دست محمد صاحب! پلیز بیٹھ جائیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: ہم انسانی حقوق کی مکمل پاسداری کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ یہ بات کہ اب جیل میں further facilities اور ملاقات کیسے ہونی ہیں، اس کے لیے میں صرف یہ عرض کر دوں گا کہ اس کا جو طریقہ کار میں نے عرض کیا ہے، اس کے لیے میں بھی حاضر ہوں کہ جس قسم کی آپ کو further facility کی ضرورت ہے لیکن اس کے لیے آپ کو متعلقہ appellate court سے رجوع کرنا ہے، appellate court ان کی صحت کے بارے، ان کے علاج معالجے کے بارے اور ان کی ملاقات کے بارے میں regulate کریں گے۔ یہ کچھ گزارشات تھیں جو ضروری سمجھتا تھا کہ آپ کے سامنے رکھ دوں۔ ان کی صحت بالکل ٹھیک ہے۔

سینیٹر راجا ناصر عباس: Appellate court نے کہا تھا کہ PIMS لے کر گئے؟

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب! جیل سپرنٹنڈنٹ کا جو اختیار ہے، وہ جب ہسپتال میں کروا سکتے تھے۔۔۔

Mr. Presiding Officer: Leader of the House, please address the Chair.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جیل سپرنٹنڈنٹ نے قیدی کے کہنے پر انہیں یہ سہولت فراہم کی کہ معاملہ ایسا ہے کہ ان کی مزید تسلی ہو جائے گی۔ جناب! Tertiary Care Hospital لے کر گئے ہیں، پمز میں، میں بھی وہیں پر جاتا ہوں۔ پچھلے دنوں مجھے چھوٹا موٹا مسئلہ آیا۔ وہی جیل ڈاکٹر نے کیا لیکن جیل ڈاکٹر تو کہتے تھے کہ ڈاکٹر آ کر بھی یہاں پر کر سکتے ہیں لیکن احتیاط برتی گئی ہے، لے کر گئے ہیں۔ ان شاء اللہ، وہ صحت مند ہیں۔ ان کے procedure کامیاب ہیں، یہ ٹیکہ ہی لگتا ہے، کوئی آپریشن نہیں ہے۔ اور یہ میں پھر repeat کر دوں، جس طرح ED، PIMS نے کہا تھا، میں آج صبح بھی ان سے بات کر کے آیا ہوں کیونکہ سپریم کورٹ آف پاکستان سے بھی instructions تھیں کہ آپ

ایک مرتبہ تسلی کریں اور اس کے بارے میں updates دیں۔ کوئی ایسا further complication نہیں ہے، اللہ تعالیٰ انہیں صحت دے۔ ہم سب کی دعا ہے کہ وہ ٹھیک ٹھاک رہیں۔ بہت شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: We now move on to Order No. 3. Please settle down Zeeshan Sahib.

تھوڑا سا business ہے، business کو پہلے چلنے دیں، اس کے بعد آخر میں اپ نے جتنی بات کرنی ہے، آپ کو موقع دیا جائے گا۔ آپ کو جتنا موقع چاہیے، آپ کو مل جائے گا پلیز۔ جی سینئر ٹمینیہ ممتاز زہری صاحبہ۔

Presentation of report of the Functional Committee on Human Rights on a Motion under Rule 218 regarding the Gender Based Violence in the country and failure of Administrative and Judicial machinery to administer Justice to women

Senator Samina Mumtaz Zehri: I, Chairperson, Functional Committee on Human Rights, present report of the Committee on the subject matter of a Motion under Rule 218 moved by Senator Sherry Rehman on 18th August, 2025, regarding the Gender Based Violence in the country and failure of Administrative and Judicial machinery to administer Justice to women.

Mr. Presiding Officer: Report stands laid. Honourable Senator Sherry Rehman Sahiba, you want to say something?

Senator Sherry Rehman: Thank you Mr. Chairman. It is very good to see young people in the Chair, so congratulations.

میں reports laying پر یہ کہنا چاہ رہی تھی، اکثر و بیشتر جو lay کر رہے ہوتے ہیں اور وہ سوال ہوتے ہیں۔ ہمیشہ نہیں کرتے لیکن اس موضوع پر میں اس لیے دو الفاظ کہنا چاہ رہی تھی۔۔۔

Mr. Presiding Officer: Leader of the Opposition, please.

سینئر شیری رحمان: ساتھ بیٹھ جائیں۔ I just want to speak on this issue because میری نظر میں یہ قومی اہمیت کا معاملہ ہے، اہم ہے اور انسانی حقوق کمیٹی کی چیئر پرسن، سینئر ٹمینیہ نے بہت احسن طریقے سے اس کو چلایا ہے، دو سے تین hearings کی ہیں، اس میں سارے صوبوں کو بلایا گیا اور خاص طور سے ایڈوکیٹ جنرل کے دفاتر اور پولیس کے لوگس کو، جہاں پر یہ crimes against

rape، violence against women، attacks جتنے بھی women، gender based crimes کے cases ہوتے ہیں، honour killings ہوتی ہیں۔ یہ عدالت کے سطح پر بار بار دم توڑتے ہیں۔ ہم نے پھر list بھی کیے کہ کتنے کتنے مسائل ہیں، کتنی خراب prosecution ہے تو یہ بار بار ہم circularity سنتے رہے ہیں اور یہ تشویش ہوئی کہ پانچ فیصد conviction rate ہے، جتنے بھی جرائم خواتین کے خلاف کیے جاتے ہیں، gender based violence، بہت سخت تشدد، domestic violence اس میں سب سے زیادہ included ہے۔ اب دیکھیں پانچ فیصد conviction، ہم نے، 2002 سے پہلا کام ہم legislators نے کیا کیا، چاہے قومی اسمبلی ہو یا سینیٹ ہو، ہم تو اثر سے مشکلات کا سامنا کرتے کرتے کچھ laws میں نو سال لگے، domestic violence law پر بالکل 21 سال لگے۔ پھر یہاں پر ICT کے لیے ہوا۔ سندھ میں تو سارے ہو گئے۔ ہر قانون، چار سال child marriage پر لگے، پھر بھی ہمیں بتایا جاتا ہے کہ honour killings ہو رہی ہیں اور پانچ فیصد جب conviction ہو، 400 سے زیادہ gender based courts ہیں، قانون کے مطابق بنائے گئے ہیں۔ ہم قانون بنا کر ہلانے ہوتے ہیں، دھمکیاں face کرتے ہیں، ہاؤس میں ہمارے خلاف باتیں کی جاتی ہیں، وہ سب ٹھیک ہے ہم کر لیں گے ہمارا کام ہے۔ We have not phased or bother about that. We will continue but what is the point of making laws if these continue to find no justice in the legal system in the country. There are 480 gender based courts. بہت تو انہوں نے بہت کوشش کی، مجھے بھی مدعو کیا۔ لمبے sessions کیے، کچھ صوبوں نے بہت اچھی suggestions offer کیے۔

میری گزارش ہو گی کہ ایوان کو ان reports کو ٹھیک طریقے سے دیکھنا چاہیے۔ Report lay ہو گی تو بات ختم نہیں ہونی چاہیے۔ Reports کے بعد وزیر قانون بھی اور پارلیمانی امور والے بھی ہمیں بتائیں کہ how to take this oversight power کہ یہ بات یہاں پر ختم نہ ہو جائے۔ تو انہیں بنا کر بات ختم ہو جاتی ہے۔ ہمارا کام تو ختم ہے لیکن ہم اس مسئلے سے دست بردار نہیں ہیں۔ یہ بہت سنگین قومی مسئلہ ہے۔ ہمارے ہاں خواتین کے خلاف روز سائے ہوتے ہیں اور یہ سائے نہیں ہیں، یہ crimes ہیں۔ These are premeditated crimes including murder and rape and heinous acts of violence.

حوالے سے رپورٹ کو ضرور دیکھا جائے۔ حکومت بھی دیکھے اور صوبوں کو اگر پھر بلانا ہو تو کمیٹی میں پھر بلا لیا جائے۔

You should ask the Chair to give a view on this, please. Thank you.

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. We now move on to Order No. 4. You want to speak on this? OK, please.

Senator Samina Mumtaz Zehri: I would like to inform honourable Senators that we have not stopped this at the report laying. We are continuing it. We have asked the honourable Secretary Human Rights to form a Committee in his own Ministry and he will give us the report within ninety days, of which I think sixty days are left. So, they have formed the Committee and they will be working on it. So, we will continue this further.

Mr. Presiding Officer: Order No. 4. Senator Amir Wali Uddin Chishti, Chairman, Standing Committee on National Health Services, Regulations and Coordination, may move Order No. 4. On his behalf Senator Samina Mumtaz Zehri, please move Order No. 4.

Presentation of report On behalf of Chairman, Standing Committee on National Health Services, Regulations and Coordination, regarding public health issues in terms of not following the international best practice

Senator Samina Mumtaz Zehri: On behalf of Chairman, Standing Committee on National Health Services, Regulations and Coordination, I present report of the Committee on a point of public importance raised by Senator Danesh Kumar on 15th July, 2025, regarding public health issues in terms of not following the international best practice.

Mr. Presiding Officer: Report stands laid.

آپ اس پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

سینیٹر دیش کمار: جناب! میں آپ کو بتاؤں جو آپ کو کہنے کی نہیں تھی۔ جب میں نے یہ point raise کیا تھا کہ ہماری بے چاری

خواتین جو مائیں بنتی ہیں، ہسپتالوں میں ان کا خواہ مخواہ، ناجائز طور پر operations کرائے جاتے ہیں۔ جہاں پر بھی ہو۔ پہلے زمانے میں یہ

کہاں تھے کہ بچے normal پیدا ہوتے تھے، مگر میری بات نہیں سنی گئی۔ مجھے کہا گیا کہ ہم اس پر دوبارہ مکمل رپورٹ کے لیے بلائیں گے مگر دوبارہ نہیں بلایا گیا۔ اب مجھے حیرانی ہے۔

(جاری۔۔T13)

T13-03Feb2026

Ali/Ed: shakeel

01:20 pm

سینئر ڈینٹس کمار: (جاری ہے۔۔) مگر میری بات نہیں سنی گئی، مجھے کہا گیا کہ ہم اس پر دوبارہ full Committee بلائیں گے، مگر دوبارہ نہیں بلایا گیا۔ حیرانی ہے کہ مجھے بغیر بلائے کس طرح یہاں یہ report پیش کر دی گئی۔ مجھے تھوڑی سی حیرت ہو رہی ہے اور میرے خیال میں یہ قواعد کے بھی خلاف ہے کہ جو mover ہے اسے آپ نے دوبارہ بلائے ہی نہیں اور پیش کر دیا، عجیب ہے، آپ اسے دیکھ لیں کیونکہ health department اس پر مفصل report دے گا جس میں میرا ہونا لازمی تھا۔ مگر نہ ہی مجھے کوئی notice آیا ہے، نہ ہی میں وہاں تھا۔

جناب پریذائونڈنگ آفیسر: شکریہ، kindly جو ان کے Chair کے ساتھ ہیں دیکھ لیں۔ We now move on to the

Order No.5. Order No.5, Mr. Muhammad Ali, Advisor to the Prime Minister on privatization, may move Order No.5.

Consideration and Passage of [The Privatization Commission (Amendment) Bill,

2025]

Muhammad Ali(Advisor to the Prime Minister on Privatization): I, hereby move, to move that the Bill further to amend the Privatization Commission Ordinance, 2000 [The Privatization Commission (Amendment) Bill, 2025], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

Mr. Presiding Officer: Is it opposed?

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: The Motion is adopted. Second reading of the Bill. Clauses 2 to 7, there is no amendment in Clauses 2 to 7. So I will put these Clauses before the House as one question. The question is that Clause 2 to 7 do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: Clause 2 to 7 stands part of the Bill. We may now take up Clause 1, the Preamble and Title of the Bill. The question is that Clause 1, the Preamble and the Title do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: Clause 1, the Preamble and the Title stand part of the Bill. We now take up Order No. 6, Mr. Muhammad Ali Advisor to the Prime Minister on privatization, may move order number 6.

Muhammad Ali: I beg to move that the Bill further to amend the Privatisation Commission Ordinance, 2000 [The Privatisation Commission (Amendment) Bill, 2025], be passed.

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: The motion is adopted and the Bill stands passed unanimously. Order No. 07, Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law and Justice may move Order No. 07.

Motion under Rule 126 (7) moved by Senator Azam Nazeer Tarar regarding consideration of [The Whistleblower Protection and Vigilance Commission Bill, 2025] in the Joint Sitting of Parliament

Senator Azam Nazeer Tarar: I wish to move that the bill to provide for establishment of Whistleblower Protection and Vigilance Commission [The Whistleblower Protection and Vigilance Commission Bill, 2025], as passed by the Senate and transmitted to the National Assembly but not passed by the National Assembly within ninety days of its laying in the National Assembly, be considered in a joint sitting.

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: The Motion is carried. Order No. 08.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: آپ کی اجازت سے، جناب! اگر آپ اجازت دیں۔

Mr. Presiding Officer: Minister for Law and Justice, please.

I am سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: محترمہ شیریں رحمان صاحبہ نے gender-based violence کے حوالے سے کہا، in responding it to as Minister for Human Rights anti-rape investigation ایک collaboration with the Ministry of Law and Justice, committee ہے، سینیٹر عائشہ رضا فاروق صاحبہ کی سربراہی میں وہ بہت فعال کردار ادا کر رہی ہے اور اس نے واقعی دو سال میں بہت محنت کی ہے اور انہوں نے بہت سارے جو rules تھے، regulations تھے وہ finalize کر کے اور چاروں صوبوں کی اور ICT پولیس کو-on board کر کے اور administration کی بہت ساری چیزیں انہوں نے smooth کی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جو ہماری Courts ہیں وہ notified ہیں، across the country، بلکہ recent past میں ہم نے نہ صرف committee میں بھی transgender کا addition کیا ہے، ان کو بٹھایا ہے، ان کی طرف سے شکایات تھیں، ان کے مسائل تھے کہ investigation کے حوالے سے تھانے کی حوالا توں کے حوالے سے، پھر jails میں ان کے الگ cells اور بہت ساری چیزیں تھیں۔ وہ ان کے جائز مطالبات تھے، اس پر بھی ہوا اور اب جو قانون کی منشا ہے، اس کے عین مطابق، reporting of crime سے لے کے conclusion of trial the affairs are being dealt with strictly in accordance with the legal amendments جو کہ ہم نے کی تھی Parliament میں عورتوں کو اور marginalized community کو تحفظ دینے کے لیے۔ بہت شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Thank you very much Minister. Order No. 09 is deferred on the request of the mover. Now we move on to the Order No. 10.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: سینیٹر کامران مرتضیٰ نے آج HEC کے Chairman کی بابت جو بات کی تھی وہ Point of Order

وزیر اعظم ہاؤس سے میں نے take up کر لیا ہے۔ Panel consideration کے لیے وہاں پہنچ گیا ہے، میرے خیال میں آج

notify کر دیا جائے گا Chairman HEC کا۔

Mr. Presiding Officer: Thank you very much Minister. Order No. 10, we will start further discussion on deteriorating law and order situation in Balochistan with particular reference to various incidents of terrorism occurred on 31st January 2026 in different parts of Balochistan. Senator Abdul Wasay , please.

Further discussion on the deteriorating Law and Order situation in Balochistan

سینیٹر عبدالواسع: شکریہ جناب چیئر مین، بلوچستان کے حالات کے حوالے سے ہے، بلوچستان میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس سے ہمارے بلوچستان کے لوگوں، وہاں کے عوام بلکہ پورا پاکستان کے عوام کے دل اور جسم پر ایک زخم لگ گیا۔ جناب چیئر مین! بلوچستان کے لوگوں کے بارے میں جب اس side سے ہمیں جوابات یعنی اس پر بات ہو رہی تھی، اگر اس معاملے پر کوئی بات کرے تو وہ دہشت گردوں کا ساتھی سمجھا جاتا ہے، اس side سے جب بات ہو جاتی ہے تو اس طرح کا انداز اختیار کرتے ہیں کہ جیسے حکومت ہی دہشت گردوں کی سہولت کار ہے، لیکن اس طرح نہیں ہے۔ اگر بلوچستان کے معاملے کا سنجیدہ جائزہ لیا جائے تو بلوچستان میں کوئی بھی اس طرح، جتنی بھی سیاسی جماعتیں ہیں، جتنی بھی عوام ہے، جتنی بھی لوگ ہیں، کوئی شخص اس طرح نہیں ہے کہ خدا نخواستہ وہ کہتے ہیں کہ دہشت گرد کو دہشت گرد قرار نہیں دیا جاسکتا، بلکہ وہ کہتے ہیں کہ دہشت گرد تو دہشت گرد ہیں اور جو پاکستان کا دشمن ہیں وہ ہمارا دشمن ہے اور وہ سب کا دشمن ہے، اور سب اس بات پر متفق ہیں۔ اگر یہ مسئلہ ہمیں درپیش ہے تو اس بات پر غور کرنا ہے کہ کیا اس کو حل کرنے کے لیے یہی طریقہ ہے جو حکومت نے اختیار کیا ہوا ہے یا وہ طریقہ ہے جو Opposition کے طرف سے یا بلوچستان کے عوام کے طرف سے، بلوچستان کی سیاسی جماعتوں کے طرف سے ان کے لیے تجاویز پیش کی جا رہی ہیں۔

اگر دیکھا جائے تو میں اور آپ دونوں کوٹہ کے ہیں اور ہم بلوچستان کے لوگ ہیں، تو وہاں مجھے بچے سے نو، دس بچے تک جب معاملہ چل رہا

تھا تو یہ لوگ کہاں سے نکلے؟ زمین سے تو نہیں نکلے، Lak pass کی طرف سے تو نہیں آئے، نوشکی کی طرف سے تو نہیں آئے، سب کے طرف

سے تو نہیں آئے۔ انہوں نے کوئٹہ شہر کے اندر ہی قیام کیا اور زرغون روڈ، لیاقت بازار اور جناح روڈ پر کھلے عام FC کی وردیوں میں motorcycles پر سوار تھے۔ جب یہ باہر نکلے ہوں گے تو کسی گھر سے نکلے ہوں گے؟ کسی محلے سے نکلے ہوں گے؟

ہمارے دوست رانا ثناء اللہ صاحب کہتے ہیں کہ بلوچستان میں کوئی ناراض نہیں ہے، میں آج یہ کہتا ہوں کہ بلوچستان میں سب سے پہلے میں ناراض ہوں جمیعت علمائے اسلام، پشتونخوا ملی عوامی پارٹی ناراض ہے، نیشنل پارٹی ناراض ہے، عوامی نیشنل پارٹی ناراض ہے اور وہاں آپ کی مسلم لیگ، جب ان کے دل کی بات سن لیں تو وہ بھی ناراض ہیں، وہ کیوں ناراض ہیں؟ ہم ناراض ہیں تو وہ ایک الگ پسند ہے اس کو side پر رکھ دیں، لیکن وہ کس پر ناراض ہیں؟ آپ دیکھتے ہیں کہ بلوچستان میں تمام سیاسی جماعتیں سراپا احتجاج ہیں جب سے 2024 کے election ہوئے اور 2018 کے elections بھی اسی طرح تھے، جیسے کہ رانا ثناء اللہ صاحب کہتے ہیں۔ لیکن ان elections کے خلاف تمام stake holders، بلوچستان کی تمام سیاسی جماعتیں سب ناراض ہیں اور وہ سڑکوں پر ہیں، وہ احتجاج پر ہیں وہ نہیں مانتے، سیاسی جماعتوں کا مطلب یہ ہے کہ عوام ناراض ہیں۔ (جاری ہے۔۔۔۔۔ T14)

T14-03Feb2026

Imran/ED: Waqas

01:30 pm

سینیٹر عبدالواسع: (جاری ہے۔۔۔۔۔) اُن کی بات سن لیں تو وہ ناراض ہیں۔ وہ کیوں ناراض ہیں؟ ہم ناراض ہیں، وہ تو ان لوگوں کی پسند ہے تو وہ ایک side پر رکھ لیں لیکن وہ کس پر ناراض ہیں؟ آپ دیکھتے ہیں کہ بلوچستان میں تمام سیاسی جماعتیں 2026 کے الیکشن پر سراپا احتجاج ہیں اور 2018 کے الیکشن بھی اسی طرح تھے جیسے کہ رانا صاحب کہتے ہیں لیکن ان elections کے خلاف تمام stakeholders اور بلوچستان کی جو بھی سیاسی جماعتیں ہیں، وہ ناراض ہیں اور وہ روڈوں پر ہیں، وہ احتجاج پر ہیں اور وہ نہیں جانتے کہ ہماری عوام کی رائے کو کیوں اہمیت نہیں دی گئی، یعنی سیاسی جماعتیں کا مطلب یہ ہے کہ عوام ناراض ہے۔

عوام اس وجہ سے ناراض ہے کہ انہوں نے پانچ سو ووٹوں والوں کو پچیس ہزار ووٹوں والوں پر سبقت دے دی۔ پانچ، دس، ایک ہزار یا دو ہزار ووٹوں کو انہوں نے تیس ہزار ووٹوں والوں پر سبقت دے دی۔ اب عوام کہتے ہیں کہ میرے ووٹ کدھر گیا۔ میں نے جو اتنی تکلیف کر کے اپنے نمائندے کو ووٹ دیا تو وہ کدھر ہے۔ وہ ناراض ہے۔ وہاں بلوچستان کے ملازمین یعنی گریڈڈ انس کے ملازمین اور اسی طرح بلوچستان کے تمام departments کے ملازمین ناراض ہیں۔ ایک allowance جو پورے پاکستان میں دیا جا رہا ہے اور انہیں نہیں مل رہا ہے، وہ ابھی

احتجاج کر رہے ہیں بلکہ اسی عین موقع پر جب دہشت گرد وہاں حملہ کر رہے ہیں تو آپ کے ملازمین احتجاج پر تھے اور انہیں روڈوں پر گھسیٹا جا رہا ہے اور اس طرح انہیں تھانوں وغیرہ میں بند کر دیتے ہیں۔

آپ کی تاجر برادری بھی ناراض ہے۔ بارڈر بند ہو گیا۔ چمن بارڈر بند ہے، تفتان بارڈر بند ہے اور نوشکی بارڈر بند ہے۔ تمام بارڈر بند ہیں۔ جتنے بھی border area ہیں، وہ بند ہیں تو وہاں آپ کی تاجر برادری ہے، وہ بھی ناراض ہے۔ وہاں آپ کے تعلیمی اداروں کے لوگ بھی ناراض ہیں۔ آپ مجھے کوئی بھی ایسا طبقہ بتائیں جو اس ریاست سے یا اس حکومت سے راضی ہے۔ لہذا جب سب عوام ناراض ہوں اور جب عوام آپ کے ساتھ نہ ہو تو اسی لیے لوگ کہہ رہے تھے کہ وہاں لوگ اُن دہشتگردوں کے ہاتھ چوم رہے تھے تو یہی نقطہ ہے کہ جب آپ سے ناراض ہیں تو کہتے ہیں کہ میرے بس میں نہیں ہے کہ یہ آگیا۔

تو میں سمجھتا ہوں کہ خدا کے لیے اس طرح lump sum یہ نہ کہیں کہ جب میں پانی مانگتا ہوں تو آپ کہتے ہیں کہ آپ دہشت گردوں کے ساتھی ہیں۔ جب میں mines and minerals اور وہاں اپنی معدنیات کی بات کرتا ہوں تو آپ لوگ کہتے ہیں کہ نہیں نہیں، یہ دہشت گردوں کے ساتھی ہیں۔ اگر ہم تجارت مانگتے ہیں یا ہم جو بھی کوئی چیز مانگتے ہیں تو آپ ایسا کیوں کہتے ہیں کہ ہمارے فیصلے کی خلاف ورزی کرتے ہیں یا ریاست کے فیصلے کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! کیا آپ کو معلوم ہے کہ جب بلوچستان کا مسئلہ شروع ہوا تھا، سب سے پہلے، میں بہت پرانا ہوں، اور جب نواز اکبر بگٹی کے خلاف operation شروع ہو رہا تھا تو اُس وقت میں کابینہ کارکن تھا جس میں میں نے ہی رائے دی کہ خدارا، اس پر تیل نہ ڈالا جائے بلکہ اس پر پانی ڈالا جائے اور ابھی یہ شروعات ہے تو اگر ہم نے اس کے ساتھ سختی کر دی تو یہ مسئلہ پھر ہمارے بس سے نکل جائے گا۔ ابھی بھی اس کے حل کے لیے تجاویز پیش کرنی چاہیں اور اس کا حل یہی ہے اور آج میں اس floor پر یہ کہتا ہوں کہ بلوچستان کے عوام اور خاص طور پر سیاسی جماعتیں کے حوالے سے جب تک وہاں پر fair elections نہ ہو جائیں، وہاں کے منتخب نمائندے جب تک نہ آجائیں، تو جتنے بھی آپریشن کریں، جتنی بھی گولیاں چلائیں اور جتنے بھی لوگ قتل کر دیں، بلوچستان آپ کے ہاتھ سے نکل جائے گا، نکل جائے گا۔

میں مشاہد حسین صاحب کا ایک انٹرویو سن رہا تھا جس میں وہ کہتے تھے کہ اُس وقت ڈھاکہ میں جب ولی خان صاحب کی ملاقات یحییٰ خان سے ہوئی تو ولی خان صاحب فرما رہے ہیں کہ میں نے تجویز دی کہ اس مسئلے کو سنجیدگی سے مذاکرات کے ذریعے حل کیا جائے لیکن انہوں نے کہا کہ ڈنڈے سے حل کرنا ہے۔ پھر ڈنڈے کا حال ہم نے دیکھ لیا کہ وہ تو ہمارے ہاتھ سے نکل گیا اور ہمارے نوے ہزار فوجی وہاں دشمن کی قید بند میں آگئے۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ خدارا، ہر چیز پر کسی کو غدار نہ قرار دیا جائے۔ ہر بات پر کسی کو یہ نہ کہا جائے کہ آپ دہشت گردوں کے ساتھی ہیں۔ ہم دہشت گردوں کے ساتھی نہیں ہیں۔ ہم پاکستان کے ساتھی ہیں۔ ہم پاکستان کے بنانے والے لوگ ہیں۔ ہم پاکستان کے بچانے والے لوگ ہیں۔ ہماری جماعت وہی جماعت ہے کہ جب بنگلہ دیش الگ ہو رہا تھا تو مرحوم مفتی محمود نے وہاں ڈھاکہ جا کر مذاکرات کرنے کی آخری کوشش کی تاکہ مشرقی اور مغربی پاکستان ٹوٹ نہ جائے اور یہ متحدہ پاکستان ٹوٹ نہ جائے۔

لہذا اس بنیاد پر ہماری رائے یہ ہے اور جیسا کہ کل بھی ایک ساتھی نے تجویز دی کہ تمام stakeholders مل کر نیشنل ایکشن پلان کی طرح ایک پلان بناتے ہیں۔ چھوڑ دو یہ باتیں کہ پیپلز پارٹی غدار ہے، یہ مسلم لیگ غدار ہے، پشتونخوا غدار ہے، جمعیت علمائے اسلام غدار ہے، جتنے بھی سیاسی worker ہیں، وہ غدار ہیں اور یہ سینتالیس، سینتالیس یا اڑتالیس والے جو لے کر آئے گئے ہیں، وہ وفادار ہیں۔ سب سے بڑے غدار وہی ہیں جنہیں سینتالیس فارم کے ذریعے لایا گیا ہے۔

ابھی آپ مجھے بتائیں کہ اگر یہ لوگ عوامی نمائندے ہوتے تو جب عوام کی تائید ان کو حاصل ہوتی تو کیا کونٹے میں یہ حشر ہوتا جیسا ان دہشت گردوں نے کر دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم صحیح بات کرتے ہیں تو بلوچستان کے بڑے بڑے بارہ اضلاع بشمول کونٹے میں بیک وقت یہ کام ہو گیا تو ہمیں ایک message مل گیا۔ اب جب تین گھنٹے کے نوٹس پر وہ پورے بلوچستان کو یرغمال بنا لیتے ہیں اور وہاں کے لوگوں کو اور security persons کو شہید کیا جا رہا ہے، لہذا ہم نقصان ہی میں جا رہے ہیں۔ تو خدا کے لیے میری گزارش یہ ہے اور اس پر سنجیدگی کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ ہمارے یہ اپوزیشن کے لوگ اور یہ PTI کے لوگ اب بلوچستان کو اتنا بڑا مسئلہ نہیں سمجھتے ہیں۔ بس خان کے بارے میں بات کرتے ہیں اور پھر خان کے بارے میں بات کر کے جب فارغ ہو جاتے ہیں تو پھر وہ نکل جاتے ہیں۔ بلوچستان میں جتنے بھی لوگ مر جاتے ہیں، وہاں بلوچستان کے قصبے آپ کے ہاتھ سے نکلنے والے ہیں لیکن خان رہا ہو گیا، خان رہا نہیں ہو گیا، خان کی آنکھوں کا operation ہو گیا،

خان کی آنکھوں کا operation نہیں ہوا۔ میں اس پر کہتا ہوں کہ خدا کے لیے کچھ سنجیدہ ہو جائیں۔ آپ اپوزیشن میں بیٹھے ہیں اور اپوزیشن کا کردار ادا نہیں کرتے کہ بلوچستان کی بات کرو اور پاکستان کی بات کرو۔

تو یہ میری دست بستہ گزارش ہے کہ رانا صاحب تشریف فرما ہیں، بہت اچھے ہیں اور بار بار جب رانا صاحب کہتے ہیں ہم تو رانا صاحب کو بھی سلام پیش کرتے ہیں، ہم تو PTI والوں کو بھی سلام پیش کرتے ہیں۔ یہ دونوں سچ بولتے ہیں اور 2018 کا الیکشن جو تھا وہ fraud تھا، وہ دھوکہ تھا، وہ چوری تھا اور 2024 کا الیکشن بھی وہی fraud، وہی دھوکہ اور وہی چوری ہے لیکن نہ ان کے اپنے اختیار سے ہو اور نہ PTI کے اپنے اختیار سے، شاید ہو یا نہ ہو، شاید اختیار بھی اُن کا تھا، ان کا تو اختیار بھی نہیں تھا اور ویسے ہی ان کو لایا گیا۔ ہم بھی ان کے ساتھی تھے لیکن خدا نے ہمیں بچا لیا یا اُنہوں نے ہمیں ناپسند کر دیا تو اس لیے نکال دیا۔ لہذا میں سمجھتا ہوں۔۔۔

جناب پریذائیڈنٹ آفیسر: مولانا صاحب! پلیز wind up کریں۔

سینیٹر عبدالواسع: میری عرض ہے اور میں ختم کر دیتا ہوں۔ میری دست بستہ گزارش ہے کہ بلوچستان کے مسئلے کو فقط اس طرح تقریروں پر نہ چھوڑیں۔ اس پر بالکل سنجیدگی سے کام شروع کیا جائے۔ تمام بلوچستان کی سیاسی جماعتوں کو اکٹلا کر چھوڑا جائے۔ آپ اُن کو جتنا بھی غدار کہتے ہیں لیکن ان کو نہ چھوڑا جائے۔ سب کو اکٹھا کر کے اس کا ایسا حل نکالا جائے۔ جب ڈنڈے کی ضرورت ہوتی ہے تو ہم حکم دیتے ہیں کہ وہاں جا کر ان کو جتنی بھی سزا دے دیں لیکن جب مذاکرات ہی حل ہو، میں ان دہشت گردوں سے مذاکرات کا نہیں کہتا ہوں لیکن مجھ سے تو مذاکرات کر لیں، سیاسی جماعتوں سے تو مذاکرات کر لیں، تاجروں سے تو مذاکرات کر لیں، ملازمین کا مسئلہ تو حل کر لیں۔

جناب پریذائیڈنٹ آفیسر: بہت شکریہ مولانا صاحب۔

سینیٹر عبدالواسع: لہذا اس بنیاد پر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بلوچستان کے مسئلے کو حل کیا جائے اور اگر نہ کیا گیا اور اگر ہم نے کوئی کوتاہی کی تو بلوچستان ہمارے ہاتھ سے نکلنے والا ہے، بالکل نکلنے والا ہے۔ اسرائیل اُس side پر آپ کے پاس آچکا ہے اور ہندوستان اور اسرائیل اور آپ کا جو بنایا ہوا افغانستان تھا، وہ سب بھی آپ کے ہاتھ سے نکل گیا۔ لہذا اس مسئلے پر غور کیا جائے۔ (عربی)

Presiding Officer: Thank you very much Senator Abdul Wasay. Now Senator Danesh Kumar Sahib.

(مداخلت)

جناب پریڈائٹنگ آفیسر: اُن کا mic پہلے blink کر رہا ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر ونیش کمار: کیا ان کے بعد آپ مجھے بات کرنے کا موقع دیں گے؟

جناب پریڈائٹنگ آفیسر: آپ کی باری پھر چلی جائے گی۔ ہم sequence سے چلیں گے۔

(مداخلت)

جناب پریڈائٹنگ آفیسر: کس نے کہا تھا؟ ونیش صاحب دیکھ لیں، آپ کی مرضی ہے۔

سینیٹر ونیش کمار: چلیں دے دیں، یہ ہم سے senior ہیں۔

جناب پریڈائٹنگ آفیسر: جی سینیٹر محمد عبدالقادر صاحب۔

Senator Mohammad Abdul Qadir

سینیٹر محمد عبدالقادر: بہت شکریہ ونیش کمار صاحب۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ (عربی)۔ جناب چیئرمین! بلوچستان کے حالات پر جو ابھی recently development ہوئی ہے اور پچھلے دنوں میں دہشت گردی کے جو واقعات ہوئے ہیں، اس پر ہر آنکھ اٹکبار ہے اور ہر پاکستانی کا، ہر بلوچستانی کا دل پاش پاش ہے۔ جناب چیئرمین، ہم نے، ہمارے اسلاف نے، ہمارے آباؤ اجداد نے یہ ملک کتنی قربانیاں اور کتنی تکالیف سہ کے حاصل کیا ہے اور یہ کوئی بہت پرانی بات نہیں ہے، یہ 78 یا 79 سال پرانی بات ہے۔ اس ملک کو حاصل کرنے میں جو قربانی دی گئی، تو کوئی ایکٹ

لاکھ آدمی شہید یا مرا نہیں، کوئی دو لاکھ بندے نہیں مرے، یہ Oxford اور Stanford کی South Asia کی studies ہیں جس کے مطابق دس سے بارہ لاکھ لوگ مرے۔ (جاری۔۔۔۔T15)

T15-3rdFeb2026

Abdul Ghafoor/ED: Shakeel

1:40 PM

سینئر محمد عبدالقادر: (جاری۔۔۔) اس ملک کو حاصل کرنے میں جو قربانی دی گئی اس میں کوئی ایک لاکھ آدمی شہید نہیں ہوئے، کوئی دو لاکھ بندے نہیں مرے۔ Oxford and Stanford کی South Asia Studies کے مطابق دس سے بارہ لاکھ لوگ مرے۔ پندرہ سے بیس لاکھ لوگ زخمی ہوئے اور ڈیڑھ کروڑ لوگ اپنے گھروں سے اپنی جائیداد سے اپنی چیزوں سے در بدر ہوئے۔ ہم نے اتنی قربانیاں دے کر یہ ملک اور آزادی حاصل کی ہے۔ ہم نے آزادی انگریزوں سے حاصل کی۔ آزادی اس سے پہلے انگریزوں سے پہلے ہندو جو ہم پر قابض تھان سے حاصل کی لیکن اتنا unfortunate ہے کہ وہ دس لاکھ لوگوں کی قربانیاں، ڈیڑھ کروڑ لوگوں کا در بدر ہونا اور آج ہم اپنے ہی ملک میں international agenda کے تحت international narrative کو پروان چڑھاتے ہوئے ایک ملک میں، ایک صوبے میں، لسانیت کی، بلوچیت کی nationalism کی narrative کو پروان چڑھاتے ہوئے دہشت گردی کر رہے ہیں۔ اسی ملک میں، دوسرے صوبے میں، KP میں مذہبی بنیادوں پر Talibanization کے نام پر دہشت گردی کی لپیٹ میں ہیں۔

جناب چیئرمین! قرآن پاک کی سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۳۲ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کسی ایک بے گناہ انسان کا قتل ایسے ہے جیسے آپ نے تمام انسانوں کو قتل کیا۔ میری یہ درخواست بھی ہے اور میری یہ رائے بھی ہے کہ کیا یہ دہشت گرد جو کل انہوں نے بلوچستان میں حملے کیے، اپنی حکومت کے اوپر حملے کیے، اپنے لوگوں کو شہید کیا۔ کیا یہ مسلمان نہیں ہیں؟ کیا ان کا قرآن پاک پر ایمان نہیں ہے؟ کیا یہ اپنے ہی مسلمان بھائیوں کو قتل نہیں کر رہے؟ صرف اور صرف ان دہشت گردوں میں top کے 10 to 20% لوگ ہوں گے جو واقعی قابل قتل ہیں، قابلِ condemnation ہیں اور ان کو پیدایا سے لے کر لیکن انہوں نے narrative میں معصوم لوگوں کو پھنسا لیا ہے۔ ان معصوموں کو ہم نے یہ ضرور preach بھی کرنا ہے، educate بھی کرنا ہے، aware بھی کرنا ہے کہ اپنے ملک پر اپنے صوبے پر حملے کر کے آپ کسی کامیابی، کسی خیر کی طرف نہیں جائیں گے۔

آپ جس ہسپتال کو تباہ کرتے ہیں اس ہسپتال میں کون علاج حاصل کرتا ہے؟ آپ جس ٹرین کو مار رہے ہیں، آپ جس ٹرین پر راکٹ لانچر مار کر مسافروں کو مار رہے ہیں، کبھی اسلام نے، کبھی ہمارے آباؤ اجداد نے اس طرح کا سبق دیا؟ شریعت نے اس طرح کا سبق دیا؟ انسانیت نے دیا کہ مسافروں پر حملے کیے جائیں؟ وہ ٹرین بلوچستان کے لوگوں کو لارہی ہے اور لے جا رہی ہے۔ آپ اپنے روڈ کے projects پر مزدوروں کو جا کر مار رہے ہیں، مشینری کو جلا رہے ہیں project روک رہے ہیں اور narrative build کر رہے ہیں کہ بلوچستان میں development نہیں ہے۔ آپ صرف اور صرف اگر گوادر کو لے لیں ہمیں یہ احساس ہونا چاہیے، ہمارے اپنے لوگوں کو بلوچستان کے لوگوں کو کہ اگر law and order ٹھیک ہوگا تو گوادر سے ایک ہزار میل پر Dubai ہے۔ Dubai کے Sheikh Zayed Road کے اوپر جو buildings and properties ہیں اس کی اگر value لگائی جائے تو وہ پورے بلوچستان کی زمین کی value ہے۔ اگر international investors and international companies Dubai میں جا کر کاروبار کر سکتی ہیں تو ایک ہزار کلومیٹر، ایک ہزار میل ادھر آ کر گوادر میں کیوں نہیں کر سکتیں؟ صرف اس لیے نہیں کر سکتیں کہ ہم نے وہاں پر law and order نہیں دیا۔ ہم نے وہاں پر لوگوں کو اور لوگوں کے کاروبار کی حفاظت نہیں دی ہے اور narrative build کرنے کے لیے یہی دہشت گرد ہیں۔

2006 and 2000 میں انہوں نے Chinese پر حملہ کیا۔ Pakistan Economic Corridor کے تحت یہاں پر وہ projects لارہے ہیں اور development کر رہا ہے۔ وہاں پر international export processing zone میں international industries لارہے ہیں۔ آج سے چالیس پچاس سال پیچھے چلے جائیں Hong Kong کیا تھا، Dubai کیا تھا یا اس قسم کے شہر کیا تھے؟ صرف اور صرف ان کو conducive conditions دیے گئے اور انہوں نے اپنا کاروبار اتنا اچھا کیا کہ آج ادھر کے لوگ جس طرح مالدار ہیں۔ اصل چیز وہاں کے لوگوں کی welfare ہے۔ وہاں کے لوگوں کی تعلیم ہے ان کا living standard ہے۔ وہ کیسے ٹھیک ہوگا؟ جب law and order ٹھیک ہوگا۔ میری اپنے بھائیوں اور بہنوں سے درخواست ہے کہ جو لوگ کل یہ بتا رہے ہیں کہ دہشت گردوں کا ہاتھ چوم رہے تھے یا ان کو support کر رہے تھے وہ اپنی آنکھیں کھولیں۔ یہ دہشت گردان کے لیے نہیں کر رہے وہ اپنے مال کے لیے اپنی جیب کے لیے کر رہے ہیں۔ وہ پاکستان کو نیچا دکھانے کے لیے کر رہے ہیں چاہے وہ India سے support کیا جا رہا ہو یا کسی اور ملک سے support کیا جا رہا ہو۔

جناب چیئرمین! آپ یہ دیکھیں کہ پچھلے 2025 میں کتنے بڑے اور کتنے اندوہناک واقعات ہوئے۔ خضدار میں آپ نے دیکھا کہ بچوں کی بسوں کو کس brutality سے bomb blast کر کے مارا۔ آپ نے دیکھا ریلوے اسٹیشن پر مسافر بچے اور جب آپ نے footage دیکھی تو چالیس پچاس لوگ شہید ہوئے، چالیس پچاس کے قریب لوگ زخمی ہوئے، لوگوں کے اعضا ہوا میں اڑ گئے۔ کیا یہ حقوق کی جنگ ہے؟ یہ کھلی جارحیت ہے، کھلی دہشت گردی ہے۔ قرآن اور اسلام مسلم حکومت کے خلاف بغاوت اور تشدد سے سختی سے منع کرتا ہے۔ پچھلے ایک سال میں ان دہشت گردوں نے تقریباً چار پانچ سو واقعات کیے ہیں اور چار پانچ سو لوگوں کو شہید کیا۔ یہ دہشت گرد کیا اس طرح سے بلوچستان کے لیے کوئی چیز حاصل کریں گے، نہیں یہ بلوچستان کے لیے کوئی چیز حاصل نہیں کر سکتے۔

جناب والا! میں کہتا ہوں کہ ہمیں اس چیز پر بھی غور کرنا چاہیے کہ France میں اس قسم کی دہشت گردیاں، جو پچھلے بیس پچیس سال سے ہمارے ملک میں ہیں، نہیں ہیں۔ England میں ہیں؟ نہیں ہیں۔ Germany میں ہیں؟ Spain میں ہیں؟ کسی اس طرح کے ملک میں ہیں، نہیں ہیں۔ لیکن ہاں Iraq میں ہیں Libya میں ہیں Pakistan میں ہیں Afghanistan میں ہیں Nigeria میں ہیں۔ یہ کیوں ہیں؟ یہ Muslim countries کے اندر مسلمان مسلمان کو کیوں مار رہے ہیں؟ کوئی لسانیت کی بنیاد پر مار رہے ہیں، کوئی حقوق کی بنیاد پر مار رہے ہیں کوئی Islamization کے نام پر مار رہے ہیں۔ ہم سب کو اس چیز پہ بھی آنکھیں کھولنی ہیں کہ یہ international agendas ہیں جو ایک عام سے عام انسان یہ دیکھ سکتا ہے کہ ہر مسلمان کو مسلمان سے مروایا جا رہا ہے، مسلمان سے مسجد میں حملہ کروایا جا رہا ہے۔ آپ راہداریوں میں رات کو کھڑے ہو جاتے ہیں، مسافر اپنی مزدوری کر کے اپنے بچوں کے پاس واپس جا رہے ہیں، آپ ان کو اتار کے ان کے شناختی کارڈ دیکھ کے ان کو مارتے ہیں۔ یہ ملک توڑنے کی باتیں ہیں۔

ہمارے بھائیوں کو جو ان terrorists کو نہیں سمجھ رہے ہیں اور ان کے ساتھ مل کر ان کو support کر رہے ہیں، اگر terrorism نہیں بھی کر رہے ہیں تو ان کو financial support کر رہے ہیں، ان کو moral support کر رہے ہیں۔ ان کو اپنا دماغ کھولنا چاہیے کہ اگر یہی بلوچستان، اس کے جو معدنیات ہیں، اس کی جو potential ہے اگر اس کو حالات اچھے کر کے ہم exploit کریں اور اس کو ہم utilize کریں تو ہمارے تمام لوگوں کا living standard کہاں ہوگا؟ ان کا education standard کہاں ہوگا؟ ان کی علاج معالجے کی سہولیات کہاں ہوں گی؟ صرف اور صرف یہ ہے کہ ہم نے ان کو یہ چیز پہنچانی ہے۔ ہاں یہ بات آپ کی درست ہے کہ ہم نے دہشت گردوں سے بات نہیں کرنی، ہم نے دہشت گردوں کو اس سے دس گنا سخت جواب دینا ہے۔ لیکن جو لوگ تھوڑا بہت سادے لوگ

college students ہماری بچیاں جو ان کے ساتھ شامل ہو رہی ہیں ہمیں ان کو بھی روکنا ہے۔ ہمیں ان کو روکنے کے لیے اپنی تمام کوششیں کرنی چاہیے اور ہمیں تمام political parties کو آگے آنا چاہیے۔

ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ پچھلے بیس سال میں 2000 سے جب BLA اور یہ تحریکیں چلی ہیں ان میں لوگ کیوں زیادہ شامل ہوئے؟ اس کے لیے ہماری political parties کو یک جان ہو کر آگے آنا پڑے گا اور لوگوں کو لوگوں کے کان تک بات پہنچانی پڑے گی۔ میں یہاں پر law enforcement agencies, army, police and FC کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں کہ اپنی جانیں ہتھیلی پر رکھ کر ہماری حفاظت کرتے ہیں۔ وہ اپنی موت خود دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ ان کے بھی بچے ہیں، ان کی بھی families ہیں، ان کے بھی بھائی بہن ہیں۔ ہم سب ان کے ساتھ یک جہتی بھی کرتے ہیں۔ ان کو خراج عقیدت بھی پیش کرتے ہیں اور ان کو یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ اپنے motherland کی حفاظت کر رہے ہیں۔ (جاری۔۔۔T16)

T16-03Feb2026

Tariq/Ed: Shakeel.

01:50 pm

سینیٹر محمد عبدالقادر۔۔۔ (جاری)۔۔۔ ہم سب ان کے ساتھ یک جہتی بھی کرتے ہیں، ان کو خراج عقیدت بھی پیش کرتے ہیں اور ان کو یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ اپنی mother-land کی حفاظت کر رہے ہیں، آپ اپنی جان کی قربانی دے رہے ہیں، ہم تمام لوگ ان کے ساتھ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح کھڑے ہیں۔

جناب چیئرمین! باتیں تو بہت ہیں، میں کئی چیزیں یہاں پر discuss کر سکتا ہوں، جیسا کہ آپ ابھی کہہ بھی رہے ہیں۔ میں اپنی تقریر wind-up کرنے سے پہلے سینیٹر رانا ثناء اللہ صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ جناب چھوٹے چھوٹے issue ہوتے ہیں۔ میں نے اسی floor پر آج سے سال چھ ماہ پہلے بھی یہ issue discuss کیا تھا کہ دیکھیں بلوچستان سے گیس نکلی ہے۔ حالانکہ سندھ اور خیبر پختونخوا سے بھی گیس نکلتی ہے لیکن اس وقت آج کے دن تک گیس کا 3200 circular debt ہے اور میرا خیال ہے کہ ہم میں سے کم لوگوں کو اس کا پتا ہو گا کہ آج کے دن تک گیس کا circular debt وہ آپ کی power بجلی سے زیادہ ہے جو کہ 3200 ارب کا ہے۔

جناب میں بلوچستان کے ایک serious issue کے بارے میں بات کر رہا ہوں، دو تین منٹ سے کوئی نقصان نہیں ہوتا، آپ دو تین منٹ مجھے سن لیں۔ جناب بات یہ ہے کہ بلوچستان کے جو extreme weather areas ہیں وہاں پر جس شخص کا بل گرمیوں میں

ایک ہزار روپے آتا ہے وہی بل سردیوں میں نو ہزار، پندرہ ہزار اور پچیس ہزار روپے تک چلا جاتا ہے، وہ کیوں چلا جاتا ہے۔ وہ بے چارہ گیس زیادہ استعمال نہیں کرتا، صرف اور صرف یہ ہے کہ جب وہ سو یا دو سو یونٹس سے اوپر جاتا ہے تو جو price سوا دو سو یونٹس پر unit ہے وہ تین سے چار گنا زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ اسی طرح جب وہ تین سو سے پانچ سو یا آٹھ سو یونٹس پر جاتا ہے تو وہ 300% اور بڑھ جاتی ہے۔ پچھلے ڈیڑھ سال میں گیس کی قیمت 2000% تک بڑھی ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ پورے ملک کا 3200 ارب روپے کا circular debt ہے۔ 800 سے 900 ارب کا سالانہ loss ہے۔ اگر آپ اس کا ایک فیصد بلوچستان والوں کو چھوڑ دیں تو وفاقی حکومت کی طرف سے وہاں کے لوگوں کے لیے confidence building measure کا اچھا احساس ہو گا کہ یہ ہمیں own کرتے ہیں۔ ایک تو وہاں پر ہر جگہ پر گیس نہیں ہے لیکن جہاں پر ہے تو میں یہ کہوں گا کہ آپ Petroleum Minister کے ساتھ بیٹھ کر صرف slab system کو ٹھیک کر دیں، extreme weather کے علاقوں میں لوگوں کے بہت bill آجاتے ہیں، بیس ارب روپے کا پچھلے دو سالوں سے ایک مسئلہ ہے، کبھی کابینہ میں discuss ہوتا ہے، کبھی کہیں ہوتا ہے، کبھی لوگوں کے میٹر کاٹے جاتے ہیں تو اس طرح کے چھوٹے چھوٹے issues کو address کریں۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنٹ آفیسر: شکریہ سینیٹر عبدالقادر صاحب۔ سینیٹر مشعال یوسفزئی صاحب۔

Senator Mashal Azam

سینیٹر مشعال اعظم: بہت شکریہ، جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو آپ کو Chair کی مبارک باد دیتی ہوں۔ آج بلوچستان کی بات ہو رہی ہے۔ سب سے پہلے میں بلوچستان میں ہونے والی دہشت گردی کی بھرپور مذمت کرتی ہوں۔ دہشت گردی کا کوئی رنگ، نسل، مذہب اور صوبہ نہیں ہوتا۔ یہ ایک ایسی بیماری ہے جو اس وقت پاکستان کو لاحق ہو چکی ہے۔ جو واقعات ہوئے وہ انتہائی unfortunate ہیں لیکن کیا ہم نے سوچا ہے کہ بلوچستان میں ایک سال کے اندر جعفر ایکسپریس کے بعد یہ دوسرا بڑا واقعہ ہے۔ جعفر ایکسپریس کا واقعہ مارچ 2025 میں ہوا۔ اتنا بڑا واقعہ تھا جس نے پورے پاکستان کو ہلا کر رکھ دیا اور میں ذاتی طور پر سمجھتی ہوں کہ within a year ایک دوسرا planned and organized attack ہوا۔ بارہ سے زیادہ شہروں میں ایک ساتھ حملے ہوئے۔ وہاں پر ہماری ریاست کی سہ پہر سے شام تک writ ہی

نہیں تھی کہ وہ اسے counter کر سکے۔ اس کے بعد خبر آئی کہ اتنے دہشت گرد مارے گئے ہیں۔ کیا ہم نے سوچا ہے کہ ہمارے کتنے لوگ شہید ہوئے ہیں، ہمارے کتنے فوجی بھائی، کتنے civilian بھائی شہید ہوئے، ہمارے کتنے بلوچستان کے عوام ان حملوں میں شہید ہوئے ہوں گے۔

یہاں پر جب debate ہوئی تو وہ یہ ہوئی کہ یہ جماعت دہشت گردوں کو support کر رہی ہے، وہ جماعت دہشت گردوں کو support کر رہی ہے، شکر ہے کہ بلوچستان میں PTI کی حکومت نہیں ہے ورنہ یہ کہا جاتا کہ یہ PTI نے کرایا ہے لیکن جو واقعات ہوئے ہیں وہ اتنے sensitive and serious ہیں کہ حکومت کی طرف سے blame game انتہائی unfortunate ہے۔ سب سے پہلے تو ہم نے اس چیز پر focus کرنا ہے کہ یہ واقعات ہوئے کیوں ہیں، کہاں پر security breach ہوا ہے۔ کون ذمہ دار ہے اور بلوچستان کے حالات آج اس نہج پر کیوں ہیں؟ کیا کسی نے بات کی کہ ہمیں بلوچستان اور خیبر پختونخوا کے معاملے پر پارلیمنٹ کی in camera security briefing بلانی چاہیے۔ کیا کسی نے بات کی کہ بلوچستان کے معاملے میں ہمیں brief کیا جائے کہ یہ واقعات کیوں ہوئے، کیسی position تھی، ہماری security forces نے اسے کیسے counter کیا، کون ذمہ دار ہیں؟ ہماری security forces تو لڑ رہی ہیں۔ بلوچستان میں ہر دو قدم پر F.C. Balochistan کے لوگ کھڑے ہوتے ہیں لیکن آج بلوچستان کے جو حالات بن گئے ہیں وہ صرف security wise نہیں ہیں وہ politically بھی ہیں۔ وہ لوگوں اور عوام کے بھی ہیں۔

یہ بات بھی ہوئی کہ اگر بلوچستان کے لوگ ناراض ہیں تو ہم ناراض لوگوں کا کچھ نہیں کر سکتے ہیں۔ دیکھیں ریاست ماں ہوتی ہے اور ریاست کا کوئی بچہ تکلیف میں ہے، دکھ میں ہے یا زخمی ہے تو اس کا مدد ادا کرے۔ اس سے بہتر ہے کہ دشمن آپ کے لوگوں کے زخموں کا استعمال کر کے آپ کے خلاف استعمال کرے تو اس سے بہتر ہے کہ آپ اس کا مدد ادا کریں۔ آپ ان کے دکھوں اور زخموں کو سمجھیں۔ آپ نے کبھی سوچا ہے کہ بلوچستان کے عوام کن حالات میں ہیں۔ آج یہ بات ایک fact ہے جس پر ہم بات نہیں کرتے کہ بلوچستان میں mobile signals نہیں ہوتے، میں خود کافی مرتبہ کوئٹہ گئی ہوں۔ کوئٹہ کے Red Zone میں internet نہیں ہوتا، کسی نے اس کے بارے میں بات کی ہے کہ کیوں نہیں ہوتا۔ اس جدید دور میں وہاں پر internet service نہیں ہے، بند رکھی ہوئی ہے، وہاں پر mobile signals بند ہوتے ہیں، آپ Red Zone سے باہر نکلیں تو mobile signals ختم ہو جاتے ہیں۔ میں آپ سے کوئٹہ کی بات کر رہی ہوں آپ باقی بلوچستان کی بات چھوڑ دیں۔ ایسی کیا وجوہات ہیں کہ جن کی وجہ سے آج کے جدید دور میں آپ کو internet, mobile signals اور ہر چیز بند

رکھنی پڑ رہی ہے۔ یہ تو نہیں سکتا کہ ہم کبوتر کی طرح آنکھیں بند رکھیں، بار بار اتنے سنگین حالات ہوں، اتنے highest دہشت گردی کے واقعات ہوں اور ہم کہیں کہ یہ آپ نے کیا ہے، اس نے کیا ہے، ہم نے کیا ہے تو بس جناب آگے چلیں۔

جناب چیئرمین! آج بلوچستان کے جو حالات ہیں، میں کھل کر بات کرتی ہوں، جعفر ایکسپریس کا واقعہ ہوا تو لوگ نکلے۔ بلوچستان کے لوگ آج بھی missing persons کی بات کرتے ہیں، ہم کہتے ہیں کہ بات نہ کریں، غدار ہو، جو بھی بات کرے گا وہ غدار ہوگا۔ کوئی یہ تو نہیں کہہ رہا کہ آپ missing persons کو VIP facilities دے دیں، آپ کو کہا جا رہا ہے کہ اگر وہ دہشت گرد ہیں، اگر وہ convicted ہیں تو انہیں چوک پر کھڑا کریں، انہیں عدالتوں میں لے کر آئیں کہ جناب یہ دہشت گرد ہیں، یہ ریاست کے خلاف استعمال ہو رہے ہیں، ان کا فلاں فلاں reason ہے، یہ convicted ہیں، یہ فوت ہو گئے ہیں، یہ شہید ہیں، یہ ہلاک ہو گئے ہیں جو بھی نام آپ اسے دیتے ہیں لیکن بتائیں تو سہی۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ لوگ اپنے پیاروں کے لیے در بدر گھوم رہے ہیں، کسی کو یہ نہیں پتا کہ میرا باپ یا بھائی زندہ ہے یا نہیں ہے۔ ہر کوئی تکلیف میں ہے اور ہم یہاں بیٹھ کر کہتے ہیں کہ وہ ناراض ہیں اور ہم ان کی ناراضگی کا کچھ نہیں کر سکتے ہیں۔

یہاں پر بلوچستان کے infrastructure کی بات ہوئی۔ یہاں پر جتنے بھی بلوچستان کے لوگ موجود ہیں کیا ہم نے کبھی دیکھا ہے کہ وہاں پر بلوچستان کے لوگ خود کو Red Zone سے آگے نہیں جاتے ہیں، یہ security کے حالات ہیں۔ وہاں پر infrastructure تو ہے ہی نہیں۔ پھر یہاں بات ہوئی کہ یہ انڈیا نے یا افغانستان نے کیا ہے، شاید اور بھی بڑے ممالک ہوں جو نہیں چاہتے کہ گوادر بنے۔ ہم اس تمام صورت حال کو سمجھتے ہیں، ہم پاکستان کی geo strategic position کو سمجھتے ہیں، ہم greater game کو سمجھتے ہیں لیکن معاملات کو سلجھانے کی کوشش کریں۔ معاملات کو کسی صحیح نیچ کی طرف لے جائیں، کوئی road map دیں، ہم کب تک اس ساری صورت حال کی بھاری قیمت چکاتے رہیں گے۔ آج بھی کسی کے پاس حل نہیں ہے کہ یہ واقعات کیوں ہوئے، آج بھی کسی کے پاس حل نہیں ہے کہ بلوچستان کی عوام کے دکھوں کا مداوا کیا ہوگا، آج بھی کسی کے پاس حل نہیں ہے کہ ہم نے بلوچستان کے لیے کیا road map دینا ہے، آج بھی کسی کے پاس حل نہیں ہے کہ ہم نے پاکستان کے اتنے بڑے صوبے کو جو میرے خیال میں رقبے کے لحاظ سے پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے اس کو کیسے deal کرنا ہے۔

(آگے جاری۔۔۔ T-17)

سینیٹر مشال اعظم (جاری۔۔): جو پاکستان کا میرے خیال سے سب سے بڑا صوبہ ہے رقبے کے لحاظ سے اس کو کیسے deal کرنا ہے۔ ہم یہاں صرف blame game کر رہے ہیں پھر یہاں بات ہوتی ہے آپ دہشت گردی کو support کرتے ہیں، وہ دہشت گردی کو support کرتے ہیں۔ اس ملک کے قانون کے مطابق تو میں بھی دہشت گرد ہوں میرے اوپر بھی دہشت گردی کی FIR ہے، تو کیا میں دہشت گرد ہوں؟ میرا تعلق صوابی کے اس خاندان سے ہے جس نے NWFP کے referendum کو پاکستان کے ساتھ support کیا تھا۔ ایک تاریخ لے کر پھرتے ہیں اور آج ہمیں دہشت گرد کہا جا رہا ہے۔

جناب پریذیڈنٹ آفیسر! مسئلہ صرف بلوچستان کا نہیں ہے اس وقت پاکستان تینوں بارڈرز پر engage ہے۔ چاہے وہ India ہو، چاہے وہ Afghanistan ہو یا چاہے ایران کے ساتھ جو ہمارا بارڈر ہے جو ایران کی صورت حال بدل رہی ہے۔ اس کے علاوہ ہم اندرونی طور پر بھی engaged ہیں۔ ہم صرف blame game کر رہے ہیں کوئی راستہ نہیں نکال رہے، کوئی سیکورٹی کی بات نہیں ہو رہی کہ جی آئیں ہمیں briefing دیں اور کوئی مل جل کے راستہ نکالتے ہیں۔ بات صرف blame game سے شروع ہو کر blame game پر ہی ختم ہو جاتی ہے۔ آج خیبر پختونخوا کے علاقے تیراہ میں operation کے لیے لوگوں کی نقل مکانی ہو رہی ہے۔ ہماری بد قسمتی دیکھیں، اس ملک کی بد قسمتی دیکھیں کہ دہشت گردی کے بیانیے کو بیانیے کی جنگ بنایا جا رہا ہے۔ تیراہ کے لوگ اس وقت نقل مکانی کر رہے ہیں تو وفاق کی طرف سے ایک پریس ریلیز آتا ہے کہ جی ہم نے تو نہیں کیا۔ کیا خیبر پختونخوا میں بیٹھے ہوئے Corps Commander, IG FC کیا یہ لوگ وفاق کے نمائندے نہیں ہیں؟ انہوں نے ہی جرگے کیے۔ آپ پوچھتے تو لیتے نہ، home work لیتے پھر اس کے بعد پریس ریلیز کرتے۔ آپ نے صرف ایک صوبائی حکومت کو گندا کرنے کے لیے ایک پریس ریلیز کیا، اپنے پاؤں پر خود گولی ماری اور جو آئی جی ایف سی اور کور کمانڈر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ان پر عدم اعتماد کیا۔ آپ کل ان کو قبائلی عملدین کے پاس جرگے میں بھجوائیں گے تو لوگ ان سے پوچھیں گے کہ آپ کی تو کوئی worth ہی نہیں ہے ہم آپ سے کیوں بات کریں، آپ کے کہنے پر کیوں نکلیں۔

یہاں پر بات ہوئی دہشت گردی کی، دہشت گردی کا مرض اس ملک کو لاحق ہو چکا ہے جو کینسر کی طرح پھیل رہا ہے۔ ہمیں اس کے لیے کوئی دیر پا policy بنانی ہوگی۔ سب سے پہلے پاکستان ہے اور اپنے وطن کو بچانے کے لیے ہمیں ہر step لینا پڑے گا۔ یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے؟ یہ سب کچھ اس لیے ہو رہا ہے کہ اس ملک میں انصاف نہیں ہے۔ ہم نے دیکھے ہیں وہ visuals جب بلوچستان میں دہشت گرد آئے، شریپند جو بھی نام لیں لیکن بلوچستان کے لوگ ان کے ساتھ ان کے support میں نکلے، کیوں نکلے، کیونکہ بلوچستان کے لوگ تکلیف میں ہیں۔ بلوچستان کے لوگ تکلیف میں کیوں ہیں کیونکہ بلوچستان کے لوگوں کو انصاف نہیں مل رہا۔ بلوچستان کے لوگ آج بھی انصاف کے لیے در بدر ہو رہے ہیں۔ بلوچستان اتنا بڑا صوبہ ہے رقبہ کے لحاظ سے جو اس ملک کو گیس دے رہا ہے جس کی معدنیات ہیں۔

جناب پریذائیڈنٹ آفیسر! مجھے تھوڑا سا موقع دیں گے تین سے چار منٹ میں میں wind up کر لوں گی۔ اگر یہ ہو رہا ہے تو ہم نے بلوچستان کے لوگوں کا ازالہ کرنا ہے۔ بلوچستان کی عوام کے ساتھ ساتھ اس ملک کا سابق وزیر اعظم مقبول ترین لیڈر عمران خان خود انصاف کی تلاش میں ہے۔ ہم نے یہاں بات کی کہ خان صاحب کو تکلیف ہے، ان کو facilities provide کی جائیں۔ ان کو ڈاکٹرز کی access دی جائے۔ ہم میں سے تو کسی نے نہیں کہا کہ خان صاحب نے پچاس روپے کے stamp paper پر باہر جانا ہے۔ ہم یہ کہہ سکتے تھے لیکن ہم نے صرف یہ کہا کہ خان صاحب کو ان کے شوکت خانم کے ڈاکٹرز کی access کرائی جائے، نہیں کروائی گئی۔ بات ہوئی کہ خان صاحب نے کہا ہے کہ انہوں نے اپنی مرضی سے PIMS جانا ہے، آپ اتنے اچھے ہیں۔

Mr. Presiding Officer: Senator Mashal please wind up.

سینیٹر مشال اعظم: آپ اتنے اچھے ہیں، آپ خان صاحب کی فیملی کو ان سے ملنے نہیں دے رہے اور آپ خان صاحب کی مرضی سے ان کو PIMS لے کر جا رہے ہیں۔ بد قسمتی تو یہ ہے کہ آپ لوگوں کو بھی معلوم نہیں تھا کہ خان صاحب کو PIMS لے کر آیا گیا ہے۔

جناب پریذائیڈنٹ آفیسر: سینیٹر صاحبہ یہ بلوچستان کا issue ہے اگر بلوچستان پر ہی بات کریں۔

سینیٹر مشال اعظم: اس پر سب نے بات کی ہے۔

جناب پریذائیڈنٹ آفیسر: اس کو بلوچستان پر رہنے دیں کیونکہ۔۔

سینیٹر مشال اعظم: بلوچستان سے زیادہ یہ بھی انصاف کا issue ہے۔

جناب پریذائیڈنٹ آفیسر: یہ discussion بلوچستان پر ہے۔

سینیٹر مشال اعظم: یہ میرا حق ہے میں بات کروں گی، میرے لیڈر پر بات ہوگی تو میں جواب دوں گی یا میں احتجاج کروں گی یا میں جواب دوں گی تو احتجاج سے بہتر ہے کہ میں جواب دے دوں۔ انہوں نے بات کی کہ یہاں پر دو procedures ہیں یا jail superintendent ہے یا عدالت ہے۔ آپ نے عدالتیں تو 26th and 27th amendments میں یرغمال کر دی ہیں۔ عدالتوں میں تو ہمارا access نہیں ہو رہا۔ آج بھی ہم نے Rawalpindi ATC میں petition درج کی ہوئی ہے، درخواست دی ہوئی ہے کہ خان صاحب کی میڈیکل رپورٹس ہمیں دی جائے۔ دی جا رہی ہیں؟ نہیں دی جا رہی۔ یہاں پر ہم نے بات کی کہ اس ملک میں ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ نواز شریف صاحب کے لیے biometric airport لے کر جایا گا۔ اگر سچ سننے کی ہمت ہے تو پھر سنیں۔۔۔

Mr. Presiding Officer: Thank you very much madam, please wind up.

سینیٹر مشال اعظم: میں wind up کروں گی یہ بات نہیں ہے، یہاں رانا ثنا اللہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔

Mr. Presiding Officer: Madam this is a specific point on Baluchistan, please stay on Baluchistan because this is a special agenda on Baluchistan.

سینیٹر مشال اعظم: بلوچستان کا مسئلہ انصاف کا ہے۔

Mr. Presiding Officer: Senator Mashal this agenda is about Baluchistan so please stay on Baluchistan.

سینیٹر مشال اعظم: اس وقت جو تکلیف بلوچستان کو ہے وہ تکلیف پورے پاکستان کو ہے۔

جناب پریذائیڈنٹ آفیسر: سینیٹر صاحبہ اس کے بعد آپ اس پر بات کر لیں لیکن یہ بلوچستان کا subject ہے تو please اس پر رہتے

دیں۔

سینیٹر مشال اعظم: جناب پریذائیڈنٹ آفیسر! ایک منٹ دے دیں جتنی دیر میں ہم بحث کر رہے ہیں اتنی دیر میں۔۔۔

Mr. Presiding Officer: Senator Mashal you have one minute.

سینیٹر مشال اعظم: اگر خان صاحب تک آپ ڈاکٹرز کی access نہیں کرا رہے ہیں، خان صاحب تک آپ فیملی کی access نہیں کرا رہے، خان صاحب کی medical reports باہر نہیں آنے دے رہے، تو کیا انصاف ہوگا، نہیں ہوگا تو جب انصاف عدالتوں میں نہیں ہوگا، انصاف ان ایوانوں میں نہیں ہوگا تو پھر انصاف چوراہوں پر ہوگا، انصاف سڑکوں پر ہوگا۔ لوگ ہاتھ میں لیں گے آئین اور قانون کو پھر جس کی لاشی اس کی مینس ہوگی۔ ایسے نہ کریں ملک کو انتشار کی طرف نہ لے کر جائیں، ملک کو اس anarchy کی طرف نہ لے کر جائیں۔ آئین اور قانون کے مطابق ملک کو چلنے دیں، ایک دیر پا policy بنائیں، blame game سے نکلیں۔ ہم پاکستان کو تب آگے لے کر جاسکتے ہیں۔ پاکستان زندہ باد۔

Mr. Presiding Officer: Thank you very much, Senator Mashal Azam. Senator Naseema Ehsan.

Senator Naseema Ehsan

سینیٹر نسیمہ احسان: جناب پریذائیڈنٹ آفیسر! بہت شکریہ۔ میرا گلا بھی خراب ہے لیکن شاید یہ ایوان مجھے سمجھ سکے یا سن سکے۔ ایک دن پہلے بلوچستان میں جو دل خراش واقعہ رونما ہوا ہے اس پر افسوس ہی کر سکتے ہیں اور یہ کہیں گے کہ کاش ایسا نہ ہوتا لیکن زمینی حقائق کچھ اور بتاتے ہیں کہ بلوچستان کے گلی، کوچے، شہر، گاؤں سب اس وقت غصے کے عالم میں ہیں۔ یہ غصہ اپنوں کو اپنوں سے ہے۔ میں اس عمل کی پرزور مذمت کرتی ہوں اگر میری اسمبلی کی پچھلی جو تقاریر کے ریکارڈ ہیں ان کو دیکھا جائے تو میں نے بارہا اس ایوان سے بلوچستان کے حوالے سے درخواست کی تھی، گزارش کی تھی۔ مگر افسوس کی بات ہے کہ یہ ایوان اس وقت موجود نہیں

ہے۔ بلوچستان کے ایک اہم مسئلے پر ہم اپنے house کی سنجیدگی کو بھی دیکھ رہے ہیں۔ بلوچستان کے مسائل کا فوری حل اور روک تھام counter terrorism سے ممکن ہے لیکن یہ دیر پا عمل نہیں ہے، دیر پا عمل کے لیے ہمیں اس سے بڑھ کر آگے سوچنا چاہیے۔ ہم کیوں نہیں اس بنیادی نقطے کی جانب دیکھتے ہیں یا غور کرتے ہیں کہ کس لیے کس وجہ سے یہ تمام واقعات رونما ہوتے ہیں اور یہ دہشت گرد پیدا ہوتے ہیں۔ ہم کیوں اس بنیادی نقطے پر غور نہیں کرتے ہیں۔

بلوچستان کے حالات جو اس وقت ہیں انہیں ایک با معنی انداز میں حل کرنا چاہیے بلکہ ان کو با معنی انداز میں حل کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اب اس سے زیادہ فکر مند ہونے کی ضرورت ہے۔ اس وقت امریکہ نے جو regime change کے نام پر ایران میں ایک campaign launch کیا ہے۔ ایران کے against، وہ صرف ایران کے against نہیں ہے وہ تمام عالم اسلام کے against ہے اور وہ directly نہیں پر indirectly پاکستان کے بھی against ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں۔ (جاری۔۔۔T18)

T18-03Feb2026

FAZAL/ED: Shakeel

02:10 pm

سینئر نسیمہ احسان: (جاری ہے۔۔۔۔۔) جناب والا! ہم دیکھ رہے ہیں کہ باری باری مشرق کی جانب اسرائیل نے جو movement شروع کی ہے وہ آہستہ آہستہ neutralize کیا ہے۔ جناب والا! آپ Syria کو دیکھ لیں کہ Syria جو کل کا Syria تھا حافظ الاسد کے وقت کا Syria تھا کیا وہ آج کا Syria وہی Syria ہے؟ کہ ان کے پاس اپنی دفاع کے لیے اپنے سرحدوں کی حفاظت کے لیے ان کے پاس کوئی ایک gunboat بھی نہیں ہے۔ جناب والا! اس کے علاوہ آپ عراق کو دیکھ لیں کہ صدام regime میں کیا یہی عالم تھا جو آج عراق میں ہے۔ جناب! معاشی طور پر بھی عراق آج سے پہلے مضبوط تھا اور عسکری طور پر بھی آج سے پہلے مضبوط تھا۔ اتنی پابندیوں کے باوجود بھی عراق اتنا کمزور نہیں ہو سکا۔ لیکن آخر کار انہوں نے اس پر اتفاق نہیں کیا اور direct invasion کر کے اس Government کو، اس regime کو change کیا۔ صدام regime کو change کیا۔ جناب! اسی طرح میں اس سے زیادہ لمبا نہیں کرنا چاہوں گی کہ لیبیا کو بھی دیکھ لیں۔ جناب! کبھی آپ نے سنا یا دیکھا ہو گا کہ لیبیا کے لوگ کہیں اور جا کے انہوں نے مزدوری کی ہے لیکن آج لیبیا کے لوگ در بدر خاک بسر ہیں۔ یہ سارا کیا دھرا آپ کے بھی علم میں ہے۔ میرے خیال میں پوری دنیا کے علم میں ہے کہ کس وجہ سے ہوئے ہیں۔ جناب! اس کو Arab Spring کا نام دیتے

ہیں۔ کیا Spring اسی کو کہتے ہیں جو آج ان ممالک میں ہے۔ کیا اسی کو Arab Spring کہتے ہیں۔ جناب! اب حال ہی میں آپ دیکھیں کہ ایران میں regime change کے حوالے سے جو ہو رہا ہے۔ جو باتیں regime change کے حوالے سے ہو رہی ہیں۔ Regime change ہونے کے بعد اگر ایران میں اسرائیل نواز اور امریکہ نواز regime مسلط کی گئی تو لامحالہ اس کے اثرات فوری طور پر پاکستان پر آئیں گے اور especially ہمارے علاقے بلوچستان میں۔ جناب! یہاں آپ دیکھیں گے کہ Mossad اور CIA ڈالروں کی برسات کریں گے۔ بھائی بھائی کو مارے گا۔ جناب! نئے War Lord پیدا کیے جائیں گے۔ تمام علاقوں کو ٹکڑوں میں بانٹا جائے گا۔ ہر ایک کو وہاں کا War Lord یا گورنر declare کیا جائے گا اور ان کو طاقتور کیا جائے گا۔ غرض کہ ملک کے اندر ایک انارکی پیدا کی جائے گی۔ بد امنی کو پھیلایا جائے گا۔ لوگوں کو لوگوں سے لڑایا جائے گا۔ گاؤں کو گاؤں سے، شہروں کو شہروں سے لڑایا جائے گا اور نتیجہ یہ نکالیں گے کہ ملک میں انارکی اور بد امنی ہے۔ ایٹمی اثاثے محفوظ نہیں ہیں۔ اللہ کبھی بھی ایسا دن نہ لے آئے۔ یا تو ان کی حکومت کو کہیں گے کہ اپنے ایٹمی اثاثوں کو rollback کیا جائے یا IAEA جو ادارہ ہے ان کے Inspectors آکر inspect کریں گے۔ ہمارے اتنے سالوں کی محنت اور جدوجہد اس کو rollback کیا جائے گا۔ یا پھر وہ ایرانی air space کو استعمال کر کے جس طرح گذشتہ دنوں ایران اسرائیل جنگ میں ہم نے دیکھا کہ زیادہ تر ان کے firefighter عراقی air space کو استعمال کر رہے تھے اور ایران کے اپنے فضائی حدود میں نہیں آئے۔ وہ عراق کے فضائی حدود کو ہی استعمال کر رہے تھے اور ایران پر حملہ کیا۔ اسی طرح اللہ نہ کرے، اللہ کبھی بھی نہ کرے لیکن اس بات کی قوی امکان ہے کہ ایران regime change ہونے کے بعد ایران air space کو پاکستان کے خلاف استعمال کیا جائے گا۔ جناب! یہ جو ایک دن پہلے بلوچستان میں سانحہ رونما ہوا ہم اس کو بھول جائیں گے۔ یہ سانحہ جو ہوا اس کو ہم بھول جائیں گے۔

Mr. Presiding Officer: Senator Sahiba, please wind up.

سینیٹر نسیمہ احسان: جناب! ابھی time ہے۔ دیکھیں آپ نے کسی کو پندرہ منٹ کا time دیا ہے تو یہ میرے آٹھ منٹ ہوئے ہیں۔ آپ دس بارہ منٹ تک تو کر لیجیے گا کیونکہ میں بلوچستان سے تعلق رکھتی ہوں۔ اس سے بھی بڑے خوفناک اور تباہی، اللہ نہ کرے کہ اس ملک کے اندر ہوں۔ جناب! ہمارے پاس ابھی بھی موقع ہے۔ میں بارہا یہی گزارش کرتی رہی ہوں اور کروں گی کہ

ہمارے پاس ابھی بھی موقع ہے۔ پاکستان، سعودی عرب اور جو ان کے اتحادی ہیں خلیجی ممالک، وہ سب مل کر امریکہ کو باز کرائیں، بلکہ باز رکھا جائے کہ وہ ایران regime کی جو باتیں کر رہا ہے، خدارا اس کو نہ کریں۔ ایران regime کو بھی سمجھایا جائے کہ وہ بھی کسی حد تک ان کے ساتھ تعاون کرے۔ جناب! ہم نے دیکھا ہے کہ جس نے بھی امریکہ کے ساتھ تعاون کیا ہے۔ اس کے ساتھ رہا ہے، اس کے سیاہ کو سفید کہا ہے، سفید کو سیاہ کہا ہے اور کیا کہتے ہیں کہ جس نے امریکہ کا ساتھ دیا، وہ ممالک تباہ و برباد ہو گئے۔ ابھی حال ہی میں آپ نے یوکرائن کا جو حشر دیکھا، وہ بھی امریکہ کا ساتھی تھا۔

جناب والا! میں آخر میں یہی کہوں گی کہ خدارا کوئی ایسا راستہ اختیار کریں جس سے ان حالات کا تدارک ہو۔ ان حالات سے بچ نکلنے کا کوئی راستہ اختیار کیا جائے۔ جتنا نقصان ہو سکتا تھا وہ ہو چکا ہے۔ اب مزید نقصانات برداشت کرنے کی ہم میں وہ ہمت نہیں ہے۔ پورا پاکستان کل والے، ایک دن پہلے والے سانحے سے افسردہ اور دل برداشتہ ہے۔ جناب والا! آخر میں یہی کہوں گی کہ Treasury Bench کا یہ عالم ہے کہ صرف ایک بندہ رانا ثناء اللہ صاحب تشریف فرما ہیں۔ اتنے اہم واقعے پر کوئی اور ہے بھی نہیں۔ جناب! کل یہی سننے کو آیا ہے کہ ناراض لوگ ہیں، ناراض لوگ ہیں۔ ہاں ناراض لوگ ہیں، جس طرح ابھی بی بی نے کہا۔ اگر ہمارا بچہ ناراض ہو تو ہم اس کو سمجھائیں گے، ڈانٹیں گے، زیادہ ہوا تو اس کو ایک چپت بھی ماریں گے لیکن اس پر گولیاں نہیں برسائیں گے۔ ریاست ماں ہے اور ہم ریاست کے بچے ہیں۔ تو بچوں کو مارا جاتا ہے، ایک چپت مارا جاتا ہے مگر اس کو گولی نہیں ماری جاتی ہے۔ بچہ اگر ضد کرے آگ پکڑنے کے لیے، تو بچے کو آگ میں نہیں ڈالتے ہیں۔ بچے کو اٹھاتے ہیں اور اس کو سمجھاتے ہیں۔

Mr. Presiding Officer: Please wind up.

سینئر نیسہ احسان: Wind up کروں گی۔ کہتے ہیں کہ آپ کو تو فارسی سمجھ آتی ہے۔

مشکلے نیست کہ آسان نہ شود

مرد باید کہ ہر اسان نہ شود

جناب! یہ پچھلی صدی میں دو بڑی تباہیاں ہوئی ہیں، First World War and Second World War کیا

ان جنگوں کے بعد یہ ٹیبل پر بیٹھے نہیں ہیں؟ آپ نے بھی ان سارے ممالک کو دیکھا ہے کہ جنگوں کے بعد جو تباہی ہوئی ہے یہاں تک

کہ ان کے نشانات تک نہیں ہیں۔ اب میرے کہنے کا یہ مطلب ہے کہ ابھی بھی time ہے۔ جب جاگو وہی سویرا، ابھی بھی time

ہے۔ خدارا! بلوچستان کو اپنے آپ سے الگ نہ کریں۔ Thank you, Mr. Chairman.

Mr. Presiding Officer: The House acknowledges the presence of the former MNA and Provincial Minister for Planning and Development,
(ContinueT/19)

T19-03Feb2026

Rafaqat Waheed/Ed: Irum

2:20 pm

Mr. Presiding Officer: The House acknowledges the presence of the former MNA and Provincial Minister for Planning and Development, Dr. Hamid Achakzai and also recognizes the presence of the one and only son of Senator Danesh Kumar. Now, it is turn of Senator Danesh Kumar.

Senator Danesh Kumar

سینیٹر دیش کمار: جناب! بہت شکریہ۔ تین دن پہلے یکم فروری کو بلوچستان میں جو اندوہناک واقعہ ہوا، اس پر مرڈی شعور انسان اٹک بار ہے۔ جیسا کہ آپ بھی son of the soil ہیں، بلوچستان کے بیٹے ہیں، مجھے بھی فخر ہے کہ بلوچستان کے قدیم ترین خاندان سے میرا تعلق ہے۔ میرے خاندان نے یزیدیت کے خلاف حسینیت کا ساتھ دیا تھا۔ یہ بھی ریکارڈ پر ہے۔ بلوچستان کے لوگ انتہائی پیار، محبت کرنے والے ہیں۔ بلوچستان کے لوگوں کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ مہمان نواز ہیں۔ آپ یقین مانے، میں آپ کو بتاؤں، یہاں سے کوئی بھی اگر بلوچستان کے کسی گاؤں میں جائے، کسی گیدان میں جائے، اس کے پاؤں پیش والی چپل ہوگی مگر جب مہمان جائے گا تو اس کے لیے مرغی ذبح کریں گے۔ اس کو اپنے سر آنکھوں پر بٹھائیں گے۔ بلوچستان کا اصل چہرہ یہ ہے۔ اب چند ہشتنگردوں کی وجہ سے پورے بلوچستان پر ان کا نظریہ نہیں تھوڑا جاسکتا۔ بلوچستان کو ان دہشتگردوں کے حوالے سے نہیں جانا جاتا۔ بلوچستان کو پیار محبت کی سرزمین کے حوالے سے جانا جاتا ہے۔ بلوچستان کی زمین کو مہمان نوازی کے حوالے سے جانا جاتا ہے۔

جناب! بلوچستان کے لوگ پاکستان سے محبت کرتے ہیں۔ بلوچستان کے لوگ پاکستان کے لیے جان دینے کے لیے تیار ہیں مگر چند لوگ ہیں جو آکر شہر پسندی کرتے ہیں۔ یہاں کے ایوانوں میں بھی اور جب بھی ہم باہر جاتے ہیں، بلوچستان اور بلوچ کو بدنام کیا جاتا ہے۔ بلوچ لوگ اس طرح کے نہیں ہیں کہ وہ اپنے ملک کے خلاف کوئی سازش کریں۔ ہر جگہ پر سازشی عناصر اور سازشی لوگ ہوتے ہیں جو کہ اس طرح کے کام کرتے ہیں۔ آپ دیکھیں، دنیا میں تحریکیں چلتی ہیں، سری لنکا میں تامل ٹائیگرز کی تحریک، اسی طرح کردوں کی تحریک چلی، اب اس حوالے سے تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ جتنے بھی تامل تھے، وہ غدار وطن تھے۔ نہیں جناب! اس طرح نہیں ہو سکتا۔

جناب! میں اس دن کے واقعے کے متعلق بات کروں گا۔ جب کوئٹہ میں ایڈھی چوک جہاں ایڈھی صاحب کا مجسمہ نصب ہے، وہاں پر 12 لوگ بشمول پولیس افسران کے جو شہید ہوئے ہیں، کیا وہ بلوچ نہیں تھے، کیا وہ بلوچستان کے لوگ نہیں تھے؟ کیا وہ بلوچ ماؤں کے سپوت نہیں تھے؟ ان کے گھروں میں بلوچ اور پشتون مائیں ہیں۔ ان کے گھروں میں ہزارہ مائیں ہیں جو بلوچستان کی ہیں۔ گوادر میں مزدوروں پر attack ہوتا ہے۔ آپ کو حیرانی ہوگی وہ مزدور آپ کے علاقے خضدار سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ معصوم بلوچ تھے اور اپنا روزگار کمانے، نان شبینہ کے لیے گوادر گئے تھے۔ ان کو بھی شہید کر دیا گیا۔ ایسا نہیں ہے کہ یہ بلوچ قوم پرستی کی کوئی تحریک ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بیرونی ایجنڈا ہے اور اس بات کو ہمیں سمجھنا چاہیے۔ یہاں پر صدائیں بلند ہوئیں کہ نہیں جی، تمام بلوچستان کے لوگ غدار ہیں، وہاں پر زور دار قسم کا فوجی آپریشن ہونا چاہیے۔ ہمارے وزیر دفاع نے بھی کہا کہ فوجی آپریشن ناگزیر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ kinetic اور non-kinetic دونوں چیزیں سامنے رکھیں۔ خدا نخواستہ، کہیں سوکھے کے ساتھ ہر ابھی نہ جل جائے۔ اس وقت وہاں جو غریب لوگ بس رہے ہیں، وہ بھی متاثر ہو سکتے ہیں۔ جب فوجی آپریشن ہوتا ہے، گولی نہیں دیکھتی ہے کہ یہ پاکستان کے حق میں ہے اور یہ خلاف ہے۔ گولی مار دیتی ہے۔ گولی نہیں دیکھتی کہ دینیش کمار ہے یا شاہزیب ہے۔ اس لیے ان چیزوں کو وسعت نظری سے حل کرنا چاہیے کیونکہ دشمن یہ چیزیں نوٹ کر رہا ہے۔ دشمن ان چیزوں سے فائدہ اٹھائے گا۔ رانا صاحب! آپ میری بات سنیں، آپ بلوچستان کے لوگوں سے ملیں، آپ جائیں اور ان کے زخموں پر مرہم رکھیں۔ ان کے زخموں کو دیکھیں اور ان کا علاج کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ سب سے پہلے اور سچے پاکستانی ثابت ہوں گے۔

جناب! تھوڑا سا فسوس ہوتا ہے، ادھر لوگوں نے کہا کہ چیف منسٹر بلوچستان کو استعفیٰ دینا چاہیے۔ کیا چیف منسٹر بلوچستان کی وجہ سے یہ سب ہو رہا ہے؟ اس سے پہلے وہاں پر کتنی بغاوتیں ہوئیں یا اس طرح کے واقعات ہوئے، کیا اس وقت بھی سرفراز صاحب تھے؟ میں سمجھتا ہوں

سرفراز بگٹی صاحب منافع شخص نہیں ہیں۔ وہ جب وزیر اعلیٰ بلوچستان نہیں بھی تھے تو انہوں نے ہمیشہ ریاست کا ساتھ دیا۔ سیاست سے ہٹ کر ریاست کا ساتھ دیا۔ وہ اگر آج وزیر اعلیٰ ہیں تو بھی کھلم کھلا ریاست کے ساتھ ہیں اور بہادری سے ریاست کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ جب یہ واقعہ ہوتا ہے تو وہ اسی دن ان تمام جگہوں پر گئے، گلی کوچوں میں گئے، ان شہداء کے پاس گئے اور ان کو تسلی دی۔ میں نے تو سنا ہے کہ شہداء کے لواحقین نے انہیں گلے لگا کر کہا کہ ہمارے زخموں پر جو آپ نے آخر مرہم رکھی ہے، آپ جیسا دلیر وزیر اعلیٰ ہمیں چاہیے۔

میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کا مسئلہ international مسئلہ ہے۔ اس کو ایک طریقے سے حل کرنا ہوگا۔ اس حوالے سے میری تجویز ہے کہ جو افراد اس چیز میں مہارت رکھتے ہوں، نہ صرف فوجی بلکہ دانشور جو ان چیزوں میں مہارت رکھتے ہوں، ان سے اس مسئلے کے حوالے سے تجاویز لی جائیں۔ پھر اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کی جائے۔ اندھا دھند کوئی چیز نہیں کرنی چاہیے۔ اندھا دھند کرنے سے بہت زیادہ خرابیاں آئیں گی۔ آپ نے دیکھا کہ بلوچستان کے ساتھ ایران کی سرحد بھی ہے، افغانستان کی سرحد بھی ہے اور ایران اور افغانستان میں اس وقت خانہ جنگی چل رہی ہے تو اس کے اثرات بھی ہم پر پڑیں گے۔ یہ تمام چیزیں نوٹ کر کے ہمیں ایک ایسا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے کہ سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ اس سے لوگوں کو تکالیف کا سامنا نہیں ہوگا۔

جناب! یہ بات یقیناً آپ کے علم میں ہوگی، بلوچستان سے زیادہ بلوچ کہاں بستے ہیں؟ بلوچستان سے زیادہ بلوچ، پنجاب میں بستے ہیں۔ صرف بلوچستان بلوچوں کا وطن نہیں ہے، پنجاب بھی بلوچوں کا وطن ہے۔ سندھ بھی بلوچوں کا وطن ہے۔ ہم کیوں اپنے آپ کو محدود کر رہے ہیں کہ صرف بلوچستان ہی بلوچوں کا مسکن ہے۔ راجن پور، ڈی۔ جی خان، ملتان میں آپ کو ہزاروں اور لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں بلوچ ملیں گے۔ انہوں نے تو کبھی شکوہ نہیں کیا کہ ہم پر ظلم ہو رہا ہے، ہم پر زیادتیاں ہو رہی ہیں۔ میری آپ سے request ہے کہ آج آپ ruling دیں۔ میری خواہش ہے کہ ہم سینیٹ کا ایک اجلاس، بلوچستان اسمبلی میں جاکر منعقد کریں۔ وہاں جا کر بیٹھیں، ان کے مسئلے مسائل سنیں۔ یہاں اسلام آباد میں بیٹھ کر بات کرنا کافی نہیں ہے۔ یہاں پر بھی بہت سی چیزیں ہیں، جہاں پر غیر ملکی ایجنسیوں کا بہت ہاتھ ہے، وہیں حالات کو خراب کرنے میں یہاں کی بیورو کریسی کا بھی بہت ہاتھ ہے۔ ایک شعر آپ نے سنا ہوگا:

ہمیں تو اپنوں نے لوٹا، غیروں میں کہاں دم تھا

میری کشتی وہاں ڈوبی جہاں پانی کم تھا

جہاں غیروں نے بلوچستان میں ستم ڈھائے ہیں تو یہاں پر جو پنجاب کی بیوروکریسی بیٹھی ہے، یہاں پر جو فرعون بیٹھے ہیں، انہوں نے بھی بلوچستان کے حقوق غصب کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ بلوچستان کے لوگوں کو در بدر کرنے میں اسلام آباد کی بیوروکریسی کا بھی بہت بڑا ہاتھ ہے۔ میں آپ کو ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں۔ رانا صاحب! آپ کے لیے بھی shocking ہوگی۔ گوادر سے ہمارے ایک معزز جاننے والے ہیں، ان کا یہاں اسلام آباد میں کوئی مسئلہ تھا۔ مجھ سے کہا کہ فلاں منسٹر اور فلاں سیکرٹری کے پاس جانا ہے۔ میں نے کہا چلتا ہوں۔ پہلے تو time لینا بطور سینیٹر بھی میرے لیے مشکل ہے لیکن time مل گیا۔ جب اس شخص نے ہاتھ سے لکھی ہوئی application موصوف کے سامنے پیش کی تو وہ application کالب لباہ تو سمجھ گئے لیکن سوال کیا کہ آپ کتنے پڑے لکھے ہو۔ (جاری۔۔۔T20)

T20-3Feb2026

Abdul Razique/Ed: Waqas Khan

02:30 p.m.

سینیٹر دینیش کمار: (۔۔۔۔۔ جاری) انہوں نے کہا کہ میں نے engineering کی ہے تو اس نے کہا کہ application میں دیکھیں کہ یہاں پر s ایسا آنا چاہیے تھا، یہاں پر dot آنا چاہیے تھا اور یہاں پر آپ نے comma کیوں نہیں لگایا۔ اب کیا بلوچستان کے لوگوں کو اتنا بھی شعور نہیں ہے۔ یہ حالت ہے۔ وہ بیچارہ شرم سے پانی ہو گیا اور اس کے ساتھ میں بھی شرم سے پانی، پانی ہو گیا مگر میں نے اس فرعون کو کہا کہ جس طرح سے آپ بلوچستان کے لوگوں کی بے عزتی کر رہے ہیں، یہ چیزیں آپ نہ کریں کیونکہ اس سے ایک غلط message جاتا ہے۔ یہاں وفاق میں بھی ذرا ہمیں اپنے رویے کو دیکھنا چاہیے۔ یقین جانیں کہ اگر آئین پاکستان کے حوالے سے یعنی آئین پاکستان میں جو ضمانتیں دی گئی ہیں، اگر ان ضمانتوں کے حوالے سے بھی بلوچستان کے حقوق دیے جائیں اور بلوچستان کے جو مسائل ہیں، وہ حل کیے جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہاں پر جو وطن دشمن ہیں، ان کو یہ موقع نہیں ملے گا۔ ہم ان کو اپنے ہاتھ سے موقع فراہم کر رہے ہیں۔ جس دن آئین پاکستان کے تحت یہ چیزیں حل ہو گئیں تو یہ سارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ دوسرا مسئلہ بلوچستان میں بہت بڑی منافقت کا ہے۔ رانا صاحب، یہ آپ سن لیں۔ بلوچستان میں ایک بہت بڑا مسئلہ منافقت کا ہے۔ منافقت یہ ہے کہ بہت سے لوگ آکر پاکستان سے وفاداری کا حلف اٹھاتے ہیں پھر دن کے وقت تو اسٹیبلشمنٹ کے ساتھ بیٹھ کر مزے کرتے ہیں اور رات میں اسٹیبلشمنٹ کو گالیاں دے رہے ہوتے ہیں۔ یہ منافقت بھی ختم ہونی چاہیے۔ اسٹیبلشمنٹ کو بھی پتا ہونا چاہیے کہ کون ہمارے ساتھ ہے اور کون ہمارے ساتھ منافقت کر رہا ہے، بہت شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Thank you very much, Senator Danesh Kumar. The House recognizes the presence of Mahesh Kumar, son of Senator Danesh Kumar, and Zain Chishti, son of Senator Amir Waliuddin Chishti.

(Desk thumping)

Mr. Presiding Officer: Moving on forward, Senator Zeeshan Khan Zada.

Senator Zeeshan Khan Zada

سینئر ذیشان خانزادہ: بہت شکریہ، جناب چیئرمین صاحب! پہلے تو آپ کو مبارک ہو کہ ایک ہم عمر سینئر کو Chair پر preside کرتے ہوئے دیکھ کر اور بھی اچھا لگتا ہے۔ بلوچستان میں پچھلے کچھ عرصے میں جو حالات develop ہوئے ہیں اور specially پچھلے دنوں میں جو کچھ ہوا ہے اور جو لوگ شہید ہوئے ہیں، میں اس کی شدید مذمت کرتا ہوں اور families، شہداء کے لواحقین اور بلوچستان کے عوام کے ساتھ بیچتی کا اظہار کرتا ہوں۔ میرا تعلق بے شک بلوچستان صوبے سے نہیں ہوگا اور میرا تعلق خیبر پختونخوا سے ہے۔ ہمارے کچھ districts اور کچھ علاقوں میں کسی زمانے میں حالات ایسے ہی تھے۔ اللہ کرے کہ یہ حالات ملک میں کہیں بھی نہ ہوں لیکن ہم نے یہ دیکھا ہے کہ کچھ عرصے بعد ہمارے صوبے میں یا بلوچستان میں ایسے حالات بن جاتے ہیں اور اسی وجہ سے ملک کی جو overall ترقی ہے یا لوگوں کا جو focus ہے، وہ کہیں اور چلا جاتا ہے۔ ہم سب یہ چاہتے ہیں کہ اس کا حل ملے اور دونوں صوبوں کے لیے long term solution ہو۔ یہ سوال بار بار پوچھا جاتا ہے کہ اس کی وجوہات کیا ہیں اور پھر یہ کہا جاتا ہے کہ حل کیا ہے؟ آیا حل باقی forces کو combine کر کے military operation ہے یا اس کا کوئی پولیٹیکل حل ہو سکتا ہے۔ عوام کے ساتھ بات چیت کر کے پولیٹیکل لوگ اس میں engage ہو جائیں۔ اس دن میں نے ایک انڈین فلم جو پاکستان میں ban کی گئی ہے، اس کا نام دھورنڈر ہے یا شاید اس طرح کا نام ہے۔ میں نے اس کی ایک چھوٹی سی کلپ دیکھی۔ مجھے نہیں پتا تھا کہ یہ ban کیوں ہے لیکن تب جا کے مجھے پتا چلا کہ مودی سرکار کیا کیا کر رہی ہے۔ یہ پاکستان کے خلاف اور پاکستان کی ایجنسیوں کو بدنام کرنے کے لیے فلمیں بنا رہی ہے اور یہ فلمیں پوری دنیا میں دیکھی جاتی ہیں۔ لوگ ہمارے بارے میں یہ سوچتے ہیں کہ یہی وہ ملک ہے جو دہشت گرد ہے۔ یہ اس فلم میں دکھایا گیا ہے۔ ہم اس کا جواب کیسے دیں؟ ہم نے تو ban کر دیا اور ہمارے لوگ تو دیکھ نہیں سکتے۔ اگر میں نے یہ فلم پہلے

دیکھی ہوتی تو شاید اس پر پہلے بھی بات کرتا۔ ہمارے internal and political معاملات جو بھی ہوں لیکن ہم بالکل یہ برداشت نہیں کریں گے کہ ہماری ایجنسیوں کے خلاف یہ اپنی soft power اس طرح استعمال کریں۔ میں اس کی شدید مذمت کرتا ہوں اور اس کا حل ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین، ابھی ادھر بات ہوئی۔ کچھ ممبرز، کچھ ہماری جماعت کے ممبرز بلکہ ہمارے لیڈر آف دی اپوزیشن نے بھی یہ بات کی کہ اس پر debate ہونی چاہیے۔ میں تو کہتا ہوں کہ صرف بلوچستان کے issue پر جو currently چل رہا ہے بلکہ کے پی میں جو حالات ہیں، ادھر جو insurgency چل رہی ہے، ادھر جو آپریشن کے حوالے سے باتیں ہیں، ادھر اگر ہم جو political dialogue کرنا چاہتے ہیں اور اس میں اگر political باتیں آتی ہیں جس میں ہماری جماعت کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ support کرتے ہیں تو اس پر بھی ہم بات کرنا چاہیں گے۔ اگر ہم اس ہاؤس میں اس پر بات کر رہے ہیں اور نیشنل اسمبلی والے اس ہاؤس میں بیٹھ کر یہ ڈیمانڈ کرتے ہیں تو کیوں نہ اس پر ایک Joint Session بلا یا جائے۔ رانا صاحب بیٹھے ہیں۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ بیٹھے ہیں اور ہماری باتیں سن رہے ہیں۔ باقی منسٹرز تو چلے گئے ہیں۔ امید تو یہی تھی کہ تارڑ صاحب اور باقی منسٹرز بھی بیٹھے ہوتے۔ میں تو کہتا ہوں کہ خان صاحب کے حوالے سے یا ہماری پارٹی کے ساتھ جو مظالم ہو رہے ہیں، اگر ہماری طرف سے ایسی کوئی بھی شکایت آتی ہے تو وہ رانا صاحب کا نام استعمال کرتے ہیں اور ان کی قربانیوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کے ساتھ بھی یہ ہو رہا تھا۔ ہمیں یہ جواب نہیں چاہیے۔ میں topic سے digress نہیں کر رہا لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ تارڑ صاحب نے خان صاحب کی health کے حوالے سے کہا کہ خان صاحب نے خود کہا ہے کہ میں PIMS جا کر اپنا علاج کرواؤں گا۔ اگر آپ انہیں یہ option دیں گے کہ آپ نے جیل میں یا PIMS میں علاج کروانا ہے تو پھر ان کے لیے PIMS والا option ہی ہوگا۔ آپ انہیں یہ option دیتے کہ آپ نے شوکت خانم اسپتال یا PIMS سے اپنا علاج کروانا ہے پھر آپ پوچھتے کہ خان صاحب کا کیا جواب ہوتا۔ ان کی رپورٹ نہیں آئی۔ اگر ہم demand کرتے ہیں، پاکستان میں لوگ نکل کر اور اڈیالہ جیل کے سامنے ابھی بھی اتنے لوگ بیٹھے ہیں اور صرف ایک ہی بات کر رہے ہیں کہ ان کی صحت کے حوالے سے رپورٹ کا بتائیں۔ ہمیں نہ بتائیں لیکن ان کی فیملی کو تو بتائیں کہ ان کے ساتھ کیا ہوا اور ابھی ان کی طبیعت کیسی ہے۔ ہم نے کوئی سیاسی بات نہیں کرنی اور نہ ہی خان صاحب سے کوئی instructions لینی ہیں۔

Mr. Presiding Officer: Senator *sahib*, please stay on the topic, and be specific to the topic.

سینیٹر ذیشان خانزادہ: جی ٹھیک ہے۔ میں نے تو صرف یہی بات کرنی تھی کہ اس وقت تارڑ صاحب نے بات کی اور مجھے بولنے کا موقع نہیں ملا اور ابھی مجھے موقع ملا۔ میں نے صرف ان کے جواب میں یہ کہا۔ ہمارے ممبر ایوان میں آتے ہیں اور debate میں بھی حصہ لیتے ہیں۔ یہ جو topic چل رہا ہے، یہ بڑا ضروری ہے۔ اگر بلوچستان کے issue پر بات نہ ہوتی تو آپ یقین کریں کہ ہمارا پروگرام یہی تھا ہم احتجاج کرتے لیکن ہم نے احتجاج نہیں کیا کیونکہ اس پر بحث زیادہ ضروری ہے۔ خان صاحب بھی یہی چاہتے ہیں کہ اگر ایسا کوئی مسئلہ ہو تو اس پر بات ہو۔ میں زیادہ وقت نہیں لوں گا اور آخر میں یہی گزارش کروں گا کہ ابھی تو رانا صاحب جواب دیں گے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ اگلا سیشن جب بھی ہو، کل ہو یا Friday کو ہو، آپ اس پر رانا صاحب سے اس وقت جواب لیں جب سارے ممبران ایوان میں بیٹھے ہوں اور اگر کسی کو کچھ پوچھنا ہو تو وہ بیچ میں کچھ پوچھ بھی سکتے ہیں۔ ہمارے Leader of the Opposition and Parliamentary Leader دونوں نے خان صاحب کی صحت کے حوالے سے جو بات کی، اگر اس رپورٹ کے حوالے سے کوئی نہ کوئی step لیا جائے اور next اجلاس جب بھی ہو، وہ رپورٹ منگوائیں اور ہمارے ساتھ share کریں تاکہ ہمیں پتا تو چلے کہ ہو کیا رہا ہے اور یہ اتنی بڑی کوئی demand بھی نہیں ہے۔ یہ ایک جمہوری ملک ہے اور ہم اس جمہوری ملک میں آپ سے ایک چھوٹی سی چیز مانگ رہے ہیں اور آپ سے یہی request کرتے ہیں، شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. Senator *sahib*, this is greatly appreciated... (ContinueT/21)

T21-3Feb2025 Naeem Bhatti/ED; Shakeel 2:40 pm

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. Senator *Sahib* is greatly appreciated that this agenda was actually prioritized rather than any other issue and it is a national issue, so we must show national cohesion on this topic. Senator *Atta ur Rehman Sahib*.

Senator Atta Ur Rehman

سینٹر مولانا عطاء الرحمن: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ چلیں ہماری بھی باری آئی خدا خدا کر کے۔ گزارش ہے کہ کل سے موضوع زیر بحث ہے کہ بلوچستان میں جو کچھ ہوا، کیوں ہوا، کیسے ہوا؟ یقیناً دونوں اطراف سے ایک مکمل جائزہ لینے کی کوشش کی گئی یا ہمارے فاضل ممبران نے مختلف angle سے اس پر بات کی ہے۔ کل بڑی خوشی سے رانا صاحب یا دوسرے حضرات بتا رہے تھے کہ ہم نے اتنے دہشت گردوں کو مارا ہے اور forces کے اتنے بندے مرے ہیں، ہمیں forces کے بندوں سے بھی ہمدردی ہے لیکن جن لوگوں کو مارا گیا ہے، وہ armed forces ہیں، کیا ان کے متعلق بھی کوئی معلومات ہیں کہ ان کا کس group سے تعلق تھا؟ یہاں کہہ دینا بڑا آسان ہوتا ہے کہ انڈیا ان کو support کر رہا ہے، فلاں ملک ان کو support کر رہا ہے، کیا یہ بتایا جاسکتا ہے کہ اس میں مرنے والے سب کے سب دہشت گرد تھے، اخبارات یا میڈیا میں بتایا جا رہا ہے کہ ۱۷۷ یا ۱۸۰ کے قریب یہ لوگ سب دہشت گرد تھے۔ ہمارے ہاں کہتے ہیں کہ خشک کے ساتھ سبز بھی جلتا ہے۔ اگر خشک کے ساتھ سبز بھی جلتا ہے اور ہم یہاں بات کرتے ہیں، یقیناً ہمیں بہت افسوس ہوا کہ وہاں forces کے لوگ بھی کام آئے، ان پر بھی بہت زیادہ افسوس ہے لیکن جب ہم یہاں بات کرتے ہیں کہ ملک کو جزل چلا رہے ہیں، ہمارے اور آپ کے سامنے جو ہے کہ شہباز شریف صاحب، جناب فلاں صاحب، رانا ثناء اللہ صاحب، یہ سارے چہرے ہیں، یہ سارے مہرے ہیں، اصل چہرہ اور پیچھے game چلانے والوں کا نہ کوئی نام لیتا ہے، نہ کوئی بات کرتا ہے، اگر ہم کوئی بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ ملک دشمن ہیں۔ آپ کسی جزل کا نام لیں تو پھر آپ ملک دشمن ہیں، اب تو ہم ڈر کے مارے نام بھی نہیں لے سکتے کہ اس کے پیچھے کون ہے اور اگر نام لیتے ہیں تو پھر ہمارے خلاف بھی charge sheet تیار ہوتی ہے۔ میں تو دست بستہ گزارش کروں گا کہ پارلیمنٹ کی دلچسپی کا یہ عالم ہے جو آپ کے سامنے ہے، میں اسی پر quorum point out کرتا ہوں۔ ہمارے ساتھ کیوں ایسا ہوتا ہے، یہ ہماری دلچسپی کا عالم ہے، ہمیں بھی پتا ہے کہ ملک کسی اور نے چلانا ہے، پارلیمنٹ کو وقعت نہیں دی جا رہی، لہذا میں quorum point out کرتا ہوں۔

Mr. Presiding Officer: Count be made.

(Count was made)

Mr. Presiding Officer: The bells may be rung.

(The bells were rung)

Mr. Presiding Officer: Count be made.

(Count was made)

Mr. Presiding Officer: The House is not in order, therefore, the proceedings of the House stands adjourned to meet again on Friday, 6th February, 2026 at 10:30 am.

[The House was then adjourned to meet again on Friday, 6th February, 2026 at 10:30 am].
